آج ٹپ اپ نائٹ کلب میں کلاسیکی موسیقی کا پروگرام تھا۔

کلب کی تاریخ میں شاید پہلی بار اس قسم کی کسی محفل کا انعقاد ہونے جا رہا تھا... بعض مستقل ممبروں نے اس کا اہتمام کیا تھا۔

استاد ولنگار نے ٹھمری شروع کی۔ "نندیا... آ... آ... آ نا نہ دیا... نندیا کا ہے... اے... اے... اے... اے... کا ہے۔ نندیا کا ہے مارے بول۔"

اور جو اس مصرعے کی تکرار شروع کی ہے تو عمران کو مزہ آگیا۔

تین منٹ بعد گھڑی دیکھی لیکن گاڑی اسی ایک مصرعے پر اٹکی نظر آئی...

پانچ منٹ گزرے... لیکن وہی ایک رٹ... نندیا کا ہے مارے بول۔

ساتویں منٹ پر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور استاد کے سامنے جا کھڑا ہوا پھر ہاتھ جوڑ کر بڑی لجاجت سے بولا۔ "حضور! آپ کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی... آپ مجھے اپنی نندیا کا پتہ بتا دیں... ابھی دوڑ کر پوچھ آتا ہوں کہ کا ہے مارے بول۔"

استاد نے بیٹھے ہوئے حیرت سے دیکھا پھر منڈل پھینک کر کھڑے ہو گئے۔ ان کی تنک مزاجی سارے شہر میں مشہور تھی۔ ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے تھے لہٰذا نندیا کا بچھا چھوڑ کر انھوں نے عمران کا گریبان پکڑنے کی کوشش کی۔

لوگ چاروں طرف سے دوڑ پڑے... اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو گیا...

عمران گھبرا گیا۔

"کون ہیں صاحب آپ؟" ایک صاحب گرج کر آگے بڑھتے ہوئے بولے... "یہ کیا بیہودگی ہے؟"

"ان کی نندیا... میری بھی رشتے دار ہیں۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں ان کو کسی کی اجازت نہیں دے سکتا کہ جو لوگ مقامات پر ان کی توہین کرتے پھریں... محترم خاں ہوں گے تو اپنے گھر کے۔ ہاں۔"

"آپ کا دماغ تو نہیں چل گیا؟"

"جی نہیں...!"

"ارے یہ بہرام خاں مرحوم خاں کا کوئی گرگا ہے حرامی..." استاد دہاڑے۔

"آپ غلط کہہ رہے ہیں جناب؟" عمران شستہ ادب سے بولا۔ "میں آپ کی نندیا کا سالا ہوں۔"

"دھکے دے کر باہر نکال دو۔" کوئی دہاڑا۔

"بڑے دیکھے ہیں نکلنے والے... کوئی ہاتھ لگا کر تو دیکھے۔"

اتنے میں منیجر بھی آپہنچا... اور عمران کی شکل دیکھی تو بری طرح بوکھلا گیا۔

"کیا بات ہے جناب عالی؟" وہ گڑگڑایا۔

"باجا بجا کر میری عزیزہ کی توہین کر رہے ہیں جناب!"

عمران نے استاد کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"ابے جا تجھ کو کرتا ہوں۔" استاد اس پر جھپٹے لیکن منیجر بیچ میں آ گیا بولا۔ "صبر کیجیے جناب... صبر کیجیے۔"

اور پھر اس نے عمران کا ہاتھ پکڑا اور اپنے دفتر کی طرف چل پڑا۔ عمران مڑ مڑ کر استاد کو قہر آلود نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

دو تین آدمی اور بھی ان کے پیچھے پیچھے چلے آئے تھے۔ ان میں ایک قوی ہیکل فیرنگی بھی تھا۔

وہ سب منیجر کے دفتر میں داخل ہوئے۔

کچھ لوگ باہر ٹھہر گئے تھے اور زور زور سے کہہ رہے تھے۔ "پولیس کے حوالے کرو۔"

منیجر نے دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔

"آپ بتائیے کیا بات ہے؟" منیجر نے پوچھا۔

"بتا تو چکا ہوں۔"

"مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ اپنے وعدے پر قائم نہیں رہے۔"

"کیسا وعدہ؟"

"آپ نے پچھلی بار وعدہ کیا تھا کہ آئندہ آپ یہاں محتاط رہیں گے۔"

"اے تو اپنے رشتے داروں کی توہین برداشت کر جاتا ہوں۔"

"کیا بات تھی؟" دفعتاً فیرنگی نے پوچھا۔

عمران مڑ کر اسے بتانے لگا کہ موسیقار کیا گا رہا تھا۔

"نندیا کیا چیز ہے؟" فیرنگی نے سوال کیا۔

"شوہر کی بہن کو کہتے ہیں مقامی زبان میں۔"

"اسکے شوہر کی بہن!" فیرنگی کے لہجے میں حیرت تھی۔

عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اتنی بڑی مونچھیں بھی رکھتا ہے اور شوہر بھی رکھتا ہے۔ جھوٹا کہیں کا... ہونہہ..." فیرنگی برا سا منہ بنا کر بولا۔

"اور اب یہ لوگ مجھے پولیس کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔" عمران نے گھگھیائی آواز میں کہا۔

"او بے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... تم میرے ساتھ چلو۔ کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔"

لوگ باہر سے دروازہ پیٹ رہے تھے۔ فیرنگی نے منیجر سے کہا۔ "میں بہت سخت گیر آدمی ہوں۔ ان لوگوں سے کہو چلے جائیں۔ میری پناہ میں آیا ہوا کوئی بھی آدمی ہر حال میں محفوظ رہتا ہے۔"

"اگر میں نے دروازہ کھولا تو وہ سب اندر آجائیں گے۔" منیجر بولا اور ان تین آدمیوں نے بیک وقت بولنا شروع کر دیا جو ان کے ساتھ آئے تھے۔

"یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟" فیرنگی نے عمران سے پوچھا۔

"یہ لوگ بھی کہہ رہے ہیں کہ مجھے پولیس کے حوالے کر دیا جائے۔"

"بکواس کرتے ہیں... تم بے فکر رہو۔" فیرنگی بولا۔ اس نے شراب پی رکھی تھی۔

"اچھا۔" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

ادھر منیجر فون پر کاؤنٹر کلرک سے کہہ رہا تھا۔ "وہاں محفل جمانے کی کوشش کرو... شرارت کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جا رہی ہے۔ استاد ولنگار کے دشمنوں سے نپٹ لیا جائے گا۔ یہ کلب کے وقار کا سوال ہے۔"

عمران فیرنگی کو بتانے لگا کہ وہ فون پر کیا کہہ رہا ہے۔

"تم فکر نہ کرو... بالکل فکر نہ کرو۔" وہ عمران کا شانہ تھپک کر بولا۔ "اب میں نے بھی اسے اپنی عزت کا سوال بنا لیا ہے۔ میں ایک خوفناک آدمی ہوں۔ یہ لوگ ابھی دیکھیں گے۔"

وہ سب اس کے تن و توش سے پہلے ہی مرعوب نظر آ رہے تھے اس لہجے میں گفتگو سنی تو بغلیں جھانکنے لگے۔

منیجر فون کا ریسیور کریڈل پر رکھ کر ان کی طرف مڑا تو اس کے ہونٹوں پر بڑی دلآویز مسکراہٹ تھی۔ اس نے کہا۔ "حجت ختم۔ آپ دونوں برا نہ مانیں۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں تھا کہ ڈائننگ ہال میں اس قسم کا اعلان کر کے موسیقی کا سلسلہ دوبارہ جاری کرا دیا جائے۔"

"اچھا اچھا بات ہے۔" فیرنگی ہنسنے لگا اور تینوں مقامی پھر بڑبڑانے لگے تھے اس پر منیجر نے کہا۔ "حضرات بات بڑھانے سے کیا فائدہ۔ استاد بہرام کے گرگوں کو کون نہیں جانتا... میں اپنے کلب میں تو ہڑبونگ ہرگز پسند نہیں کروں گا۔"

عمران اسے آنکھ مار کر مسکرایا۔

"ہم باہر جانا چاہتے ہیں۔" تینوں میں سے ایک بولا۔

"ضرور تشریف لے جائیے لیکن خدارا امن پسندی کا ثبوت دیجیے گا۔ آپ کو کلب کے خیر اندیشوں میں سمجھتا ہوں۔"

وہ کچھ نہ بولے۔

منیجر نے دروازہ کھولا۔ باہر کچھ لوگ موجود تھے۔ انھو
نے بھی اندر گھسنا چاہا... لیکن فیرنگی چیخ کر ان کی راہ میں حائ
ہو گیا۔

"گیٹ بیک... گیٹ بیک...!" وہ دہاڑا۔ "قانونی
کارروائی ہو رہی ہے چلے جاؤ۔"

وہ پیچھے ہٹتے چلے گئے اور ان تینوں کے باہر نکل جا
کے بعد فیرنگی نے دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔

اب وہ تینوں خاموش کھڑے تھے۔ دفعتاً منیجر نے فی
نگی سے پوچھا۔

"کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟"

"ہاں جانتا ہوں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔"

وہ پھر خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران بولا۔ "ا
استاد گا رہے ہوں گے، میں [illegible]

"آپ بعض اوقات بیجا حد سے گزر جاتے ہیں
وہ تو کہیے کہ استاد بہرام خاں والا مصرعہ گا رہا ورنہ قیا
آجاتی۔"

"خواہ میری جان چلی جائے لیکن میں ایسی مونچھوں
پیچھے سے نسوانی آواز ہرگز نہیں سنوں گا... غضب خدا کا ا
مردوں کے بھی نندیا ہونے لگی... کل ایک مونچھ والے ک
گاتے سنا تھا... سیاں نے انگلی مروڑی رے رام قسم
"اللہ آپ پر رحم کرے۔" منیجر نے ٹھنڈی سانس لے ک
بے بسی سے کہا۔

"اگر تم لوگ انگلش میں گفتگو کرو تو بہتر ہے۔" فیرنگی
سا منہ بنا کر بولا۔ "مجھے الجھن ہو رہی ہے۔"

"کوئی خاص بات نہیں ہے جناب!" منیجر خشک لہجے میں

"نہیں۔" فیرنگی پیر پٹخ کر بولا۔ "میری موجودگی میں گفتگ
انگریزی ہی میں ہوگی۔"

"اچھا۔ تو سنیے...!" منیجر جھنجھلا گیا۔ "آپ ان صاحب
کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟"

"میں تو... ہاں تم کیا بتانا چاہتے ہو؟"

"میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دوسروں کو چڑھانا ان کی ح
کی ہابی ہے۔"

عمران کے چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برس گئے۔
نگی نے اس کی طرف دیکھا اور اس طرح پلکیں جھپکائیں جیسے
اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی۔ منیجر نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

ریسیور رکھ کر اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری تھی۔

"کیا بات ہے؟" غیرملکی نے پوچھا۔

"پپ۔۔۔ پولیس۔"

"اوہو۔۔۔ اچھا۔" غیرملکی کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

"پولیس کا مطلب ہے کہ ہماری موجودگی کسی کو گراں گزری ہے۔۔۔ میرے خدا۔۔۔ وہ لوگ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں۔" عمران گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"پرواہ نہ کرو۔" غیرملکی نے پتلون کی جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکال کر کھولتے ہوئے کہا۔ "یہ شخص تمہیں بحفاظت کسی دروازے سے باہر نکال دے گا۔"

"ٹک۔۔۔ کیا۔۔۔ مم۔۔۔ مطلب۔۔۔؟"

"تم فکر نہ کرو۔ میں اس طرح باہر نکال دوں گا کہ ادھر والوں کو معلوم نہ ہو سکے۔"

"لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔!"

"شٹ اپ۔" اس نے چاقو والے ہاتھ کو جنبش دی۔ منیجر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ عمران کا چہرہ اس وقت کسی ایسے بچے کے چہرے کی طرح کھل اٹھا تھا جس کی کوئی پسندیدہ شرارت عمل میں لائی جانے والی ہو۔

منیجر کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی تھی۔ وہ اپنی پشت والے دروازے کی طرف مڑا۔

پھر جب وہ تینوں اس دروازے سے گزر گئے تو کسی نے دفتر والے دروازے پر دستک دی لیکن غیرملکی منیجر کو آگے بڑھائے ہی چلا گیا۔

یہ غالباً عقب کا گودام تھا جس کا ایک دروازہ عمارت کی پشت پر کھلتا تھا۔

اس طرح وہ دونوں باہر نکل سکے۔

"تمہاری اپنی گاڑی ہے؟۔۔۔" غیرملکی نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ میں تو ٹیکسی سے آیا تھا۔"

"یہ اچھی بات ہے۔۔۔ ورنہ شاید ہم اس وقت پارکنگ شیڈ تک نہ جا سکتے۔" عمران احمقانہ انداز میں اس کی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا۔

"اور اب میں تفریح کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے کسی اچھی سی تفریح گاہ میں لے چلو۔" غیرملکی نے کہا۔

"کس قسم کی تفریح پسند فرمائیں گے جناب والا؟" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"میرا نام برجر ہے۔۔۔ ایڈولف برجر۔۔۔ میری تفریح۔۔۔ چھلکتی ہوئی آگ ہے۔۔۔ بھڑکتی ہوئی آگ نہیں۔۔۔ فرق سمجھے ہو۔" وہ عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"چھلکتی آگ۔۔۔ بھڑکتی آگ۔۔۔ فرق۔۔۔!" عمران سر کھجانے لگا۔

وہ قہقہہ لگا کر بولا۔ "نہیں سمجھے۔۔۔ چھلکتی آگ بوتلوں میں بند ہوتی ہے اور اس سے دماغوں میں اجالا پھیلتا ہے۔"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔!" عمران نے بھی ہنس کر کہا۔ "میں سمجھ گیا وہ بڑی کام کی چیز۔"

گویا وہ شراب کی بات کر رہا تھا!

"ارے باپ رے!"

"کیا ہوا۔۔۔؟"

"کچھ نہیں۔۔۔ مطلب یہ کہ پھر کسی بار میں چلیں!"

"ہاں ہاں۔۔۔ تم کون سی پیتے ہو؟"

"میں تو بس دودھ پیتا ہوں۔"

"تو اس کا مطلب ہے کہ مجھے تنہا ہی پینی پڑے گی۔" وہ غصے سے پیچ و تاب کھا کر بولا۔ "تم لوگ معلوم نہیں کیوں شراب سے نفرت کرتے ہو؟"

"بہت مہنگی آتی ہے۔۔۔ افورڈ نہیں کر سکتے۔۔۔ ناقص آمدنی۔۔۔!"

"شٹ اپ۔۔۔ سیاست پر بور نہ کرنا۔۔۔ تمہارے یہاں ترکتے کا بچہ بھی سیاست بھونک سکتا ہے۔۔۔ یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔۔۔ لیکن مجھے سیاست سے نفرت ہے۔۔۔ عورت، شراب اور پیٹ بھر روٹی کے علاوہ دنیا کی کوئی چیز بھی میری سمجھ میں نہیں آتی۔"

"بجا ارشاد ہے!"

"چلو۔" وہ اسے دھکا دے کر آگے بڑھاتا ہوا بولا۔ "گھبراؤ نہیں میں تمہاری جیب پر بار نہیں ڈالوں گا۔"

"بہت بہتر جناب!"

"آداب و القاب اپنے پاس رکھو۔۔۔ میں برجر ہوں۔"

"بہت اچھا برجر۔" عمران کا لہجہ سعادت مندانہ تھا۔

وہ اسے ایک اچھے بار میں لے گیا اور برجر کسی بلانوش کی طرح شراب پیتا رہا۔

عمران خاموش بیٹھا اسے ایسے انداز میں دیکھے جا رہا تھا جیسے وہ شراب پی چکنے کے بعد اسے بہتر مستقبل کے لیے دعائیں دے گا۔

دفعتاً برجر نے اس سے پوچھا۔ "تم کیا کرتے ہو؟"

"بس بیکار سب کچھ کرتا پھرتا ہوں۔"

"کوئی ڈھنگ کا کام کیوں نہیں کرتے؟"

"ہر کام مجھے آتا ہے۔ ایسی کوئی آسامی فی الحال کہیں خالی نہیں ہے۔"

"مجھے بتاؤ۔۔۔ کیا کام کر سکتے ہو؟"

"میں نے ریڈیو آفیسری کا کورس کیا تھا۔۔۔ پھر چھ ماہ کی ٹریننگ لی۔۔۔ لیکن سب بیکار۔۔۔!"

برجر کا منہ تحیر آمیز انداز میں کھلا ہوا تھا اور آنکھیں اس طرح چمک رہی تھیں جیسے غیر متوقع طور پر کوئی خزانہ ہاتھ آ گیا ہو۔

عمران اپنی دھن میں کہتا رہا۔ "ایک بیکار آدمی اور کیا کر سکتا ہے۔ ادھر ادھر بیٹھ کر وقت گزاری بھی نہ کرے تو پاگل ہو جائے؟"

پھر خاموش ہو کر اس نے برجر کی حالت دیکھی اور احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

برجر اب بھی منہ پھاڑے بیٹھا تھا اور اب اس کی آنکھوں میں کچھ اس قسم کے تاثرات تھے جیسے وہ اس کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اچانک وہ گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"یقیناً۔۔۔ کیوں نہیں؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مائی لیڈ۔" وہ ہاتھ بڑھا کر اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "تم خوش نصیب ہو کہ مجھ سے اس طرح ملاقات ہو گئی۔"

عمران نے پہلے تو احمقانہ انداز میں دانت نکالے پھر سنجیدہ صورت بنا کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"یوں نہ دیکھو۔" برجر سر ہلا کر بولا۔ "یہ نشے کی ترنگ نہیں ہے۔ اس نشے کو میں ہمیشہ ترستا ہوں جو عقل و خرد سے بیگانہ کر دے۔ میں ہوش میں ہوں پیارے دوست! بس یہ سمجھ لو کہ تمہیں کام مل گیا۔"

"یعنی کہ ریڈیو کا کام۔"

"ہاں۔۔۔ کل تم اپنے کاغذات لے کر اس پتے پر پہنچ جاؤ۔" برجر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا پرس نکالتے ہوئے کہا۔ پھر پرس سے ایک کارڈ نکال کر عمران کے سامنے ڈال دیا۔

* * *

جولیا کار میں صفدر کی منتظر تھی۔۔۔ اور یہ کار سڑک کے کنارے فٹ پاتھ سے لگا کر اس طرح کھڑی کی گئی تھی کہ یہاں سے روانگی کے وقت اسے سڑک پر لانے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔۔۔

کچھ دیر بعد صفدر آیا اور بڑی جلدی میں کار اس
کتا ہوا بولا۔ "وہ کامیاب ہو گیا ہے؟"
کار سڑک پر آ گئی تھی اور تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی
"چکر کیا ہے؟" جولیا نے پوچھا۔
"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اسے ایڈولف برجر
ہونا تھا۔"
"لیکن تم کیا کرتے رہے؟"
"عمران نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس سے کچھ فاصلے
"تب آپ میں کسی قسم کا ہنگامہ ہوا تھا؟"
"ہاں۔۔۔ اور اس کے ذمے دار بھی وہی حضرات تھے۔ کا
ہیرلڈ میں ٹانگ اڑا دی تھی۔۔۔ ہنگامہ برپا ہو گیا۔۔۔ لیکن۔۔۔
"لیکن کیا۔۔۔؟"
"اگر وہ آدمی ایڈولف برجر عمران کا حمایتی نہ بن گیا ہو
پائی کی نوبت بھی آ جاتی۔"
"میں پوچھ رہی ہوں کہ تم لوگ کس کے ساتھ میرا کیا معر
مجھے کیوں ساتھ لایا گیا تھا۔" جولیا کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔
"یقین کرو۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔ عمران کی تجویز تھی۔"
"اب ہم کہاں جا رہے ہیں؟"
"سائیکو مینشن۔"
جولیا خاموش ہو گئی۔
صفدر نے بائیں ہاتھ سے سگریٹ سلگایا اور بولا۔ "جب
کی ابتدا عمران کے ہاتھوں ہوتی ہے تو وہ بے سروپا ہی معلوم
"اور شریک کار خود کو احمق سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں
نے تلخ لہجے میں کہا۔
وہ ہنس کر چپ ہو رہا اور جولیا بڑبڑاتی رہی۔ "یہ
تھی کہ ایکسٹو کوئی بیدار مغز آدمی ہے لیکن مجھے بڑی مایوسی
ہے۔ اسے عمران جیسے آدمی پر اس حد تک اعتماد نہ کرنا چا
"محترمہ۔۔۔ ابھی تک تو اس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں لگی
نے خشک لہجے میں کہا۔
"تم بھی احمقوں کی جنت کے باشندے معلوم ہوتے
"کچھ بھی سمجھو۔۔۔ عمران بے مثال ہے!"
"آج کے شیئر مارکیٹ کا حال سناؤ!" یا بیزاری سے
صفدر کی ہنسی نکل گئی۔۔۔ اس نے سگریٹ باہر پھینکتے
کہا۔ "تنویر نے شاعری شروع کر دی!"
"تم پرانے کوٹ بیچا کرو۔"
"آخر تم عمران سے خفا کیوں ہو؟"

"میں کسی سے بھی خفا نہیں ہوں... مجھے ایکسٹو کا طریق کار پسند نہیں ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"اب اس کے احکامات ہمیں عمران کے توسط سے ملتے ہیں۔"

"اوہو۔ تو یہ بات ہے۔ تمہاری نیابت ختم ہو گئی۔ ورنہ اس سے پہلے تم ایکسٹو کی نائب تھیں۔"

"تم غلط نہیں کہہ رہے۔"

"لیکن اب بھی کبھی کبھی تمہارے ہی توسط سے ایکسٹو کے احکامات ہم تک پہنچتے ہیں۔"

"بہرحال تم میں تمہارے علاوہ اور— کوئی اسے پسند نہیں کرتا..."

"میرے علاوہ بھی ایک فرد ایسا ہے۔" صفدر مسکرا کر بولا۔

جولیا نے اس فرد کے متعلق استفسار نہیں کیا تھا۔

پھر خاموشی سے وہ سائیکو مینشن تک جا پہنچے تھے۔ وہاں سب سے پہلے انہیں آپریشن روم میں جانا تھا۔

ٹیلیفون سے منسلک ٹیپ ریکارڈر پر کسی پیغام کا نشان موجود تھا۔ صفدر نے اس کا سوئچ آن کر کے ٹیپ کو ایک مخصوص نشان تک ریوائنڈ کیا اور پھر چند لمحوں کے بعد ایکسٹو کی آواز سنائی دی... "تم دونوں کا کام ختم ہو گیا۔ عمران سے دور رہنا۔"

ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ آف کر کے صفدر جولیا کی طرف مڑا۔ وہ برا سا منہ بنائے کھڑی تھی۔

"میں نہیں سمجھ سکتا۔"

"کیا نہیں سمجھ سکتے؟"

"یہی کہ اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے۔"

"میں خود بھی نہیں سمجھ سکی۔" جولیا نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا...

◆

دوسرے دن عمران، رونا شپنگ ایجنسی کے دفتر میں دکھائی دیا۔ پچھلی رات ایڈولف برجر نے اسی کا پتہ دیا تھا— ایجنٹ نے برجر کا کارڈ دیکھ کر اس کی خاصی آؤ بھگت کی اور پوچھا "کاغذات آپ لائے ہیں؟"

"جی ہاں۔" عمران نے سبز رنگ کا ایک فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ایجنٹ فائل کی ورق گردانی کرتا رہا... اتنے میں فون کی گھنٹی بجی۔ ایجنٹ نے فائل کے ایک صفحے پر نظر جمائے ہوئے ریسیور اٹھایا۔

"اوہ یس پلیز— جی ہاں... وہ صاحب آ گئے ہیں...! کاغذات مطمئن کر دینے والے ہیں! ہاں... ہاں... عملی تجربے کے سرٹیفیکیٹ بھی موجود ہیں— ہوں... ہوں... اچھا... بہت بہتر... میں پاس بنوائے دیتا ہوں!"

ریسیور رکھ کر وہ عمران کی طرف دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"آپ کا کام ہو گیا جناب!" اس نے کہا۔ "کچھ دیر بعد آپ کو پاس مل جائے گا اور آپ ایس۔ ایس۔ لیو آپر تشریف لے جا سکیں گے ایڈولف برجر آپ سے مزید معاملات پر گفتگو کریں گے۔"

گیارھویں برتھ پر بحری جہاز لیو آپر لنگر انداز تھا... گودی میں داخلے کا پاس مل جانے کے بعد عمران جہاز پر پہنچا۔

ایڈولف برجر نے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا...

"میں اس جہاز کا مالک ہوں۔" اس نے عمران سے کہا۔

"اوہ—!" عمران نے مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کیا۔

عمران نے کاغذات کا فائل پیش کرنا چاہا۔

"نہیں... اس کی ضرورت نہیں!" برجر اس کا شانہ تھپک کر بولا۔ "ایجنٹ مطمئن ہے تو میں دیکھ کر کیا کروں گا۔ چلو تمہیں تمہارا کیبن دکھا دوں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس طرح آپ کا شکریہ ادا کروں!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔ ہم دونوں دوست ہیں۔ چلو پہلے میں تمہیں اپنی محبوبہ سے ملاؤں۔"

"ارے محبوبہ بھی ہے آپ کے پاس!" عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں۔"

"تب تو آپ بڑے خوش قسمت ہیں!"

"پہلے میرا بھی یہی خیال تھا..." برجر نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ پھر چونک کر بولا۔ "نہیں، پہلے میرے ساتھ آؤ...!"

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک کیبن میں لایا... یہاں چاروں طرف الماریوں میں شراب کی بوتلیں چنی ہوئی تھیں۔

"یہ بہت بری بات ہے کہ تم نہیں پیتے!" برجر بولا اور اپنے لیے ایک بڑے سے گلاس میں شراب انڈیلنے لگا۔

عمران خاموشی سے کیبن کا جائزہ لیتا رہا۔

برجر نے شراب نوشی شروع کر دی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اگر مجھے غصہ نہ دلایا جائے تو بہت نیک اور بیوقوف آدمی ہوں... صرف غصے کی حالت میں میری ذہانت بیدار ہوتی ہے۔ میں عنقریب تمہیں اپنا ایک ایسا ہی ذہانت سے بھرپور کارنامہ دکھاؤں گا جو شدید غصے کی حالت میں سرزد ہو گیا تھا...!"

عمران سنتا اور متواتر سر ہلاتا رہا۔

"تم بھی تو کچھ بولو!" برجر میز پر ہاتھ مار کر غرایا۔

"ہم... میں کیا بولوں جناب۔"

"تمہارا غصہ کس قسم کا ہے؟"

"مجھے آتا ہی نہیں غصہ..."

"کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟"

"نہیں—!"

"اسی لیے غصہ نہیں آتا..."

"شادی... اور غصہ...!" عمران نے حیرت زدہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"شادی کے بغیر نہیں سمجھ آ سکے گی یہ بات۔ بس یہی فلسفہ ہے!"

"بہت بہتر جناب!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا۔

وہ چند لمحے عمران کو گھورتا رہا تھا پھر مسکرا کر بولا... "میری ایک پریشانی ختم ہو گئی... لیکن ابھی ایک باقی ہے!"

"میری شادی؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"بکواس...!" وہ میز پر ہاتھ مار کر دھاڑا۔

"بہت بہتر جناب۔"

"پہلی دشواری یہ تھی کہ میرا وائرلیس آفیسر ملازمت چھوڑ گیا تھا۔ یہ دشواری اس طرح رفع ہوئی کہ اچانک تم مل گئے!"

عمران نے تفہیمی انداز میں سر کو جنبش دی۔

"اب تم مجھے بتاؤ کہ دوسری دشواری کیا ہو سکتی ہے؟"

"آپ کی محبوبہ جناب۔"

"شٹ اپ— کیا بکواس ہے؟"

"دوسری محبوبہ!" عمران نے خوش ہو کر چٹکی بجائی۔

"دوسری، تیسری، چوتھی— دس بھی ہوں تو کیا فرق پڑتا ہے— دس ہزار محبوبائیں بھی میرے لیے کسی قسم کی دشواری نہیں بن سکتیں۔"

"تب پھر مجھے افسوس ہے جناب!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"جہنم میں جاؤ!" برجر میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ "دوسری دشواریاں بھی کسی نہ کسی طرح رفع ہو جائیں گی... تم اپنے مینڈک جیسے دماغ پر زور نہ ڈالو۔"

"میں نے سنا ہے کہ انڈونیشیا میں ہرن کے برابر مینڈک پائے جاتے ہیں۔"

برجر نے قہر آلود نظروں سے اسے گھورا اور گھورتا ہی رہا۔

عمران خالی بوتل کو گھورے جا رہا تھا۔

دفعتاً برجر میز پر ہاتھ مار کر دھاڑا۔ "تم بھی مینڈک کے برابر ہو نا!"

عمران سہم جانے کی ایکٹنگ کرتا ہوا ہکلایا۔ "تم... میں نے آج تک ہرن نہیں دیکھا ہے... اور نہ بڑا مینڈک..."

برجر بے تحاشہ ہنس پڑا... ہنستا ہی رہا۔ پھر بولا۔ "بوتل میں نے خالی کی ہے... اور نشہ تمہیں ہو رہا ہے... بہت اچھے ساتھی ثابت ہو سکتے ہو!" چند لمحے خاموش رہ کر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "میری بڑی خواہش ہے کہ کبھی مجھے بھی نشہ ہو جائے۔"

"نہیں ہوتا—؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

برجر نے مایوسانہ انداز میں اپنے سر کو نفی میں جنبش دی۔

"میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر کوئی شرابی بھی بہکتا ہو تو اسے کسی وقت بھی ہوش میں نہ سمجھو۔"

"اسی وجہ سے تو مجھے نشہ نہیں ہوتا۔" برجر جھنجھلا کر بولا۔ "آئندہ کے لیے نوٹ کر لو بزرگوں کا ذکر میرے سامنے نہ کرنا وہ بیوقوف لوگ تھے۔"

"بیوقوف تو تم لوگ بھی ہیں!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

"کیوں—؟" برجر نے آنکھیں نکالیں۔

"یہ بیوقوفی نہیں تو اور کیا ہے کہ شراب پی کر بھی نشہ نہیں ہونے دیتے۔"

"یہ تو بیوقوفی ہی ہے۔" برجر حیرت سے بولا۔ "تم بہت عقلمند معلوم ہوتے ہو—"

"یہی سب سے بڑی علامت ہے بیوقوفی کی۔"

"کیا مطلب...؟"

"وہ اول درجے کا بیوقوف ہوتا ہے جو عقلمند معلوم ہو۔"

"جہنم میں جاؤ— چلو اٹھو۔" برجر اکتا ہوا بولا۔

*

صفدر نے جولیا کے فلیٹ کے دروازے پر دستک دی۔

دروازہ کھلنے میں کسی قدر تاخیر ہوئی تھی۔

"میں آج چھٹی پر ہوں۔" جولیا نے کسی قدر ناگواری کے ساتھ کہا۔

"کیا چھٹی میں بد اخلاق ہو جانا چاہیے؟"

"چلو— اندر آؤ—" جولیا دروازہ کھلا چھوڑ کر دوسری طرف مڑ گئی۔

صفدر اندر داخل ہوا... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے جولیا

"پچھلی رات تم ڈرائنگ روم میں سوئی ہو۔"

صفدر چونک پڑا۔۔۔ وہ اندر چلی گئی۔

واپسی پر اس کے ہاتھوں میں ناشتے کی ٹرے نظر آئی۔

"اوہ۔۔۔ آتی دیر سے ناشتہ کر رہی ہو۔"

"ہاں۔ تم بھی آؤ۔"

"شکریہ۔۔۔ میں اس وقت ایک ضرورت سے آیا ہوں۔"

"کیسی ضرورت؟"

"مجھے ایک بیوی کی ضرورت ہے۔"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔" جولیا نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"تمہیں ایک شپنگ ایجنسی میں مسز صفدر کی حیثیت سے ملازمت کرنی ہے۔"

"میں کہتی ہوں۔۔۔ میرا دماغ نہ چاٹو۔۔۔ پہلے ہی سے کافی پریشان ہوں۔"

"خیر۔ تم اپنی پریشانی بھی مجھے بتا سکتی ہو۔"

"اس زندگی سے تنگ آچکی ہوں۔ کوئی ٹھور ٹھکانا نہیں ہے۔"

"بہت پرانی بات ہوئی۔"

"اچھا بس۔" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "کم از کم مجھے سکون سے ناشتہ تو کر لینے دو۔"

صفدر نے شیلف سے ایک کتاب نکالی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔

وہ ناشتہ کر چکی تو صفدر نے بھی کتاب صوفے پر ڈال دی اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہارے جانے کے بعد بھی میں رات بارہ بجے تک آپریشن روم میں بیٹھی رہی تھی۔" جولیا بولی۔

"کوئی خاص بات۔۔۔"

"ایکسٹو کی کال کا انتظار کرنا تھا۔"

"لیکن ریکارڈ کیے گئے پیغام میں تو کوئی ایسی بات نہیں تھی۔"

"تمہارے جانے کے بعد اس نے فون پر مجھ سے کہا تھا کہ میں رک کر اس کی دوسری کال کا انتظار کروں۔"

"چلو تمہاری یہ شکایت تو رفع ہو گئی کہ اب تم ہماری انچارج نہیں رہیں۔"

"لیکن مجھے تو اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ملی کہ کہیں ملازمت کروں۔" جولیا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"میں سمجھا۔۔۔ شاید تم اسکی دوسری کال کا انتظار ہی کرتی رہی تھیں۔" صفدر مسکرا کر بولا۔

"کال آئی تھی۔ لیکن۔۔۔"

"لیکن کیا۔۔۔؟"

"اب تم جا سکتی ہو۔" جولیا نے ایکسٹو کی نقل اتاری۔

صفدر ہنس پڑا اور جولیا اسے قہر آلود نظروں سے گھور کر رہ گئی۔

"ہو سکتا ہے اس نے اپنے حکم سے تمہیں میری بیوی بنانا پسند کیا ہو۔"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

صفدر سگریٹ سلگانے لگا تھا۔ پھر اس نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی اور بولا۔ "وقت کم ہے۔ وہاب سنز۔۔۔ روز آئے شپنگ ایجنسی کے لیے ایک لیڈی اسٹینو کی ضرورت ہے۔ وہ لوگ کسی سفید فام عورت کے خواہاں ہیں۔۔۔ باقاعدہ گفتگو میں اشتہار میں خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔۔۔ تم وہاں جاؤ۔ اپنا کارڈ بھجوانا۔ کارڈ کی پشت پر تحریر کر دینا کہ تم ان کا اشتہار دیکھ کر ملازمت کے لیے آئی ہو۔"

"میرے پاس کوئی ایسا کارڈ موجود نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ میں کسی کی بیوی ہوں۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔۔۔ میرے پاس ہے ایسا ایک کارڈ۔" صفدر مسکرا کر بولا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

کارڈ پر "جولیانا صفدر" تحریر تھا اور صفدر کے مکان کا پتہ بھی۔۔۔

"یہ ناممکن ہے۔" جولیا بڑبڑائی۔

"کیا ناممکن ہے؟"

"میں اپنا فلیٹ نہیں چھوڑ سکتی۔"

"ایکسٹو کو اس دشواری کا علم بھی ہوگا۔۔۔ اس لیے ممکن ہے کہ۔۔۔"

وہ جملہ پورا نہیں کر پایا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

جولیا نے ریسیور اٹھایا اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔ "یس سر۔" پھر وہ دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز سنتی رہی تھی اور اس کے چہرے کا رنگ اڑتا رہا تھا۔

پھر ریسیور رکھ کر اس نے خالی خالی آنکھوں سے صفدر کی طرف دیکھا اور پھر سے چیخ کر بولی۔ "آخر اس نے پچھلی رات مجھے آپریشن روم میں کیوں بٹھائے رکھا۔"

"کس کی کال تھی؟" صفدر نے انجان بن کر پوچھا۔

جولیا نے جھلاہٹ میں ایکسٹو کی چینی چینی سی آواز کی نقل اتارنی شروع کر دی۔ "صفدر کی ہدایت پر فوراً عمل ہونا چاہیے۔۔۔ اور اب تم اسی کے ساتھ قیام کرو گی۔ شپنگ ایجنسی کے دفتر سے واپسی پر صفدر ہی کی قیام گاہ پر جاؤ گی۔"

صفدر ہنس پڑا۔ جولیا برا سا منہ بنائے ہوئے اندر چلی گئی۔

⁂

برٹر اور عمران شہر میں ادھر ادھر بھٹکتے پھر رہے تھے۔ کبھی کسی تفریح گاہ کی طرف جا نکلتے اور کبھی کسی فٹ پاتھ پر اس طرح رک جاتے جیسے سوچ رہے ہوں کہ اب کہاں جانا چاہیے۔ برٹر نے اس سے کہا تھا کہ تم ہر وقت خود کو ڈیوٹی پر سمجھو خواہ جہاز پر ہو خواہ شہر کے کسی شراب خانے میں۔

اس وقت وہ ایک چھوٹے سے بار میں رکے تھے اور برٹر کاؤنٹر کے قریب کھڑا رہا تھا۔۔۔ اس کے پیچھے عمران تھا اور مسکین صورت بنائے فرش کو تکے جا رہا تھا۔

دفعتاً برٹر اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم ڈیوٹی پر ہو۔۔۔ لہٰذا اپنے دل کے ریسیونگ اپریٹس پر میرے دل کی کال ریسیو کرو۔"

عمران نے بائیں ہاتھ کی انگلی کان میں ڈالی اور داہنا ہاتھ دل پر رکھ کر ایسی شکل بنائی جیسے کچھ سننے کی کوشش کر رہا ہو۔

برٹر اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "یہ کیا حرکت ہے؟"

"کال ریسیو کر رہا ہوں۔۔۔ پیغام ہے۔ اب جہاز پر واپس چلو کہ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی ہے۔"

"تم بہت کاہل اور کام چور معلوم ہوتے ہو۔"

"ریڈیو آپریٹر کو سمندر میں مچھلیاں تو نہیں پکڑنی پڑتیں۔"

"تم اپنے ہاتھوں نہیں جیت سکتے۔۔۔ مجھے۔۔۔ میں رات جہاز میں نہیں گزارنا چاہتا۔ میں بہت پریشان ہوں۔"

"پریشانی کا سبب بھی تو نہیں بتاتے آپ۔۔۔ شاید میں کسی کام آ سکوں۔"

"مجھ میں ہزار ڈالر۔۔۔" برٹر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں نہیں سمجھا جناب عالی۔"

"جہاز میاں مجھ میں ہزار ڈالر کا مقروض ہے۔۔۔ جب تک وہ ادا نہیں ہو جائے ہم لنگر نہیں اٹھا سکیں گے۔"

"کوئی پریشانی نہیں۔۔۔ کل رات تک ہم بیس ہزار ڈالر کے نوٹ چھاپ چکیں گے۔" عمران نے بڑے متفکرانہ انداز میں کہا۔

"کیا بکتے ہو۔"

"کل صبح سے کام شروع کر دیا جائے تو شام تک ختم ہو جائے گا۔"

برٹر اسے گھورتا رہا پھر ہنس پڑا۔

"پھر میرے پیچھے تمہیں نشہ ہونے لگا۔۔۔ خیر چلو جہاز پر چلتے ہیں۔ میں اب کسی اور کو تمہیں نہیں کھونا چاہتا۔"

برٹر نے کاؤنٹر پر شراب کی قیمت ادا کی اور وہ بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

"تمہیں اسکی پرواہ نہ ہونی چاہیے کہ جہاز کب سیل کرتا ہے۔ تمہاری تنخواہ تو آج سے لگ گئی ہے۔۔۔ تنخواہ کے علاوہ سو روپے یومیہ اس وقت تک دوں گا جب تک کہ جہاز سیل نہیں کرتا۔"

"آپ بہت نیک دل ہیں جناب۔"

"لیکن میرا بار تنخواہ سے زیادہ الاؤنس ہے۔۔۔ اس نے مجھے ابھی تک بیس ہزار ڈالر نہیں بھجوائے۔"

"لیکن کیا آپ اس رقم کا انتظام اپنے سفارت خانے کے توسط سے بھی نہ کر سکیں گے۔"

"سفیر میری اس بیوی کا رشتہ دار ہے جسے میں طلاق دے چکا ہوں۔"

"اوہ۔۔۔ تو وہ آپ کی مدد نہیں کرے گا؟"

"تم ٹھیک سمجھے۔"

"کیوں دے دی تھی طلاق۔۔۔ نہ دی ہوتی تو آج وہ آپ کی مدد کرتا۔"

"اچھا اب تم اپنی بکواس بند کرو۔"

"آپ جو مجھے سو روپے یومیہ دیں گے میں اسکے عوض آپ کو مفید مشورے ضرور دوں گا۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس سفیر سے کہیے کہ اب آپ کی شادی کسی دوسری رشتے دار سے کرا دے۔"

"اوہ۔۔۔ واقعی تمہیں نشہ ہو گیا ہے۔" برٹر بے ساختہ ہنس پڑا لیکن جلد ہی سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "اب میں تمہیں اپنی محبوبہ سے ملاؤں گا۔"

"کل بھی آپ نے کہا تھا۔۔۔ لیکن ملایا نہیں تھا۔"

"وہ میری ذہانت کا شاہکار ہے۔"

"بیوی کی موجودگی میں بھی آپ کوئی محبوبہ رکھتے ہیں؟"

"بیوی کو طلاق دینے کے بعد خیال آیا تھا کہ اب محبوبہ کا بھی تجربہ کر لیا جائے۔"

"تجربہ ہے۔؟"

"ہاں۔ بیوی کی زبان بہت تیزی سے چلتی تھی... اور میری کوئی دلیل اسے مطمئن نہیں کر سکتی تھی۔ میں پیار بھرے میٹھے میٹھے بول سننا چاہتا تھا لیکن اسکی زبان تو آگ برساتی تھی۔ ایک دوست نے مشورہ دیا کہ تم رومانی ناول پڑھا کرو۔ اس سے تمہیں تسکین حاصل ہوگی۔ ان ناولوں کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ محبوبہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے سراپا محبت۔ ہر وقت اس کی زبان سے نرم و نازک الفاظ کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ لہٰذا میں نے ایک عورت کو چاہا... چھ ماہ تک وہ شاعری کرتی رہی... پھر آہستہ

آہستہ بیوی سے بھی بدتر ثابت ہونے لگی۔ بس پھر کیا تھا ایک دن مجھے غصہ آگیا اور میری ذہانت جاگ اٹھی۔ میں نے اس کا منہ بند کر دیا۔ تین سال سے وہ زبان نہیں ہلا سکی اب میں اسے پوجتا ہوں۔"

"منہ کس طرح بند کر دیا۔" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"پلاسٹک سرجری کرا کے دونوں ہونٹ جڑوا دیئے۔ منہ کھول ہی نہیں سکتی۔"

"کیا میں اس پر یقین کر لوں؟"

"دیکھ ہی لو گے۔"

"کمال ہے۔ لیکن وہ کھانا کس طرح کھاتی ہے۔"

"ناک سے۔"

"شاید اب آپ کو نشہ ہو رہا ہے جناب عالی۔" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

"تم جھک مارتے ہو۔ میں ہوش کی باتیں کر رہا ہوں... وہ ناک سے کھاتی ہے... ایک ٹیوب ناک کے راستے حلق میں اتار دیا جاتا ہے جس کے ذریعے رقیق غذائیں اس کے معدے میں پہنچتی رہتی ہیں۔"

"اگر آپ کا یہ بیان درست ہے جناب عالی تو مجھے کہنے دیجئے کہ آپ بہت بڑے سپیشلسٹ ہیں... بلکہ آپ نے ہزار ہا سال پرانی محبت کو نئی زندگی بخشی ہے۔"

"سائنٹفک زندگی کہو۔"

"اس میں کیا شک ہے؟"

"لیکن اس کے سلسلے میں بھی آجکل میں پریشان ہوں... اس آدمی نے ملازمت چھوڑ دی ہے جو اسکی ناک میں ٹیوب چڑھایا کرتا تھا۔"

"تو اب یہ خدمت کون انجام دیتا ہے؟"

"میں خود... لیکن مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا۔ کسی دوسرے کے سپرد کر دیجئے یہ کام۔"

"تم کر سکو گے؟"

"میں نے آج تک کسی عورت کی ناک کو ہاتھ نہیں لگایا۔" عمران کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"اگر تم یہ کام کر سکو تو میں تمہیں ڈیڑھ ہزار کی بجائے دو ہزار دوں گا۔"

"آپ صرف چھ ٹین پریمیم دینے کا وعدہ کیجئے تو میں ایک ایسے آدمی کا انتظام کر سکوں گا۔"

"چھ ٹین پریمیم... کیا مطلب؟"

"ایکسٹرا ٹین پونڈ ماہانہ.... تنخواہ.... نیگرو ہے۔"

"نیگرو بھی یہی خدمت انجام دیتا تھا۔" برجر بولا۔ "لیکن وہ اس کام سے تنگ آگیا تھا۔"

"کالے آدمیوں میں جمالیاتی حس تو ہوتی نہیں۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "شاعرانہ ذوق ہی نہیں تھا اس لیے انجام دے سکا۔ لیکن میں جس نیگرو کا ذکر کر رہا ہوں... لاجواب ہے... آپ اسے بھی اپنے ایجنٹ کے ذریعے طلب کر سکتے ہیں۔ میں پتہ بتا دوں گا۔ جوزف نام ہے۔"

"بہت اچھا۔ بہت اچھا... تم واقعی کام کے آدمی ہو۔" برجر اس کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا بولا۔ "لیکن ہمیشہ یاد رکھنا کہ تمہاری وجہ سے مجھے کسی موقع پر شرمندہ نہ ہونا پڑے۔"

"میں کوشش کروں گا جناب عالی۔"

جہاز پر پہنچتے پہنچتے رات کے دو بج گئے۔ برجر نے عمران سے کہا۔ "اس وقت تو وہ سو رہی ہوگی صبح ملاؤں گا۔"

"بہت بہتر جناب عالی۔ غالباً اب آپ بھی سوئیں گے؟"

"ضروری نہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"چلو شراب نوشی کے کیبن میں بیٹھیں۔"

"چلئے۔ جناب!" عمران نے طویل سانس لی۔

◆

عمران دن کے گیارہ بجے تک سوتا رہا تھا... جاگا تو کوئی کیبن کا دروازہ پیٹ رہا تھا۔ غالباً اسی کی آواز سے جاگا تھا۔ اٹھ کر دروازہ کھولا۔ برجر سامنے کھڑا نظر آیا... لیکن اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"مسٹر دوست! تمہارا قدم بہت مبارک ثابت ہوا ہے۔" اس نے کہا۔ "فی الحال دس ہزار ڈالر دے کر جان چھڑائی ہے وہ لوگ مان گئے ہیں۔ بقیہ چودہ ہزار ڈالر بھی ادا کر دیئے جائیں گے۔"

"یہ تو بہت اچھا ہوا جناب۔ [illegible]"

"[illegible]۔ اب تم جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ کچھ خریداری کرنی ہے اور ایجنسی کے دفتر بھی چلنا ہے... شاید وہ نیگرو... جوزف وہاں آگیا ہو۔"

"کمال ہے۔ آپ تو ہر کام بجلی کی سی سرعت سے کر ڈالتے ہیں۔"

"میں اسی لیے مشہور ہوں۔" برجر زور سے ہنسا۔

وہ بارہ بجے تک جہاز چھوڑ سکے تھے۔ ایجنسی کے دفتر میں جوزف موجود ملا۔ عمران کی طرف اس نے خصوصی توجہ نہیں دی تھی لیکن عمران نے بڑے ادب سے کہا۔ "مسٹر جوزف... آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کو اپنی پسند کی ملازمت ملنے والی ہے۔"

جوزف کے دانت نکل پڑے... لیکن زبان سے عمران کے لیے لفظ "باس" نہ نکل سکا... ایسے طرز تخاطب ہی سے اس نے اندازہ لگایا ہوگا کہ یہ بھی کوئی کھیل ہے۔

"ایکسٹرا ٹین پونڈ ماہانہ۔" عمران بولا۔

"اب تو میں یہ بھی نہیں پوچھوں گا کہ کام کیا کرنا پڑیگا مسٹر علی عمران۔" جوزف نے کہا۔

برجر ایجنٹ سے بولا۔ "اس کے لیے بھی پاسپورٹ وغیرہ اور شپنگ ماسٹر کے یہاں کے کاغذات بھی تیار کرا لینا۔"

"بہت بہتر جناب۔" ایجنٹ بولا۔ پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی... اور جولیانا فٹزواٹر کمرے میں داخل ہوئی۔

"مسز صفدر... اس آدمی کے کاغذات تیار کر دو۔" ایجنٹ نے جولیا سے کہا۔

جوزف نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا تھا لیکن جان پہچان کی کوئی علامات اپنے چہرے پر نہیں ظاہر ہونے دی تھی۔

جولیا بھی عمران اور جوزف کی طرف سے انجان بنی رہی۔

"میرے ساتھ آئیے جناب!" جولیا نے جوزف سے کہا۔

اور وہ دونوں کمرے سے چلے گئے۔ ایجنٹ نے عمران اور برجر کی طرف سگار کا ڈبہ بڑھایا۔

دونوں نے انکار کر دیا۔

برجر بولا۔ "تم جانتے ہی ہو کہ میں اپنا برانڈ پیتا ہوں اور یہ آدمی تو فرشتہ ہے۔ نہ اسے شراب سے دلچسپی ہے اور نہ عورت سے... حد ہے کہ تمباکو نوشی سے بھی گریز کرتا ہے۔ پیارے عمران تم سیدھے جنت میں کیوں نہیں چلے جاتے۔"

"یہی حال رہا تو جانا ہی پڑے گا۔" عمران نے مسکین صورت بنا کر کہا اور برجر نے زوردار قہقہہ لگایا... ایجنٹ نے بھی اخلاقاً دانت نکال دیئے۔

"واقعی بہت نیک آدمی ہے۔" برجر نے ایجنٹ سے کہا۔ "تمہارے ملک میں مجھے سب نیک ہی نیک نظر آتے ہیں۔"

"عزت افزائی ہے۔" ایجنٹ بولا۔ وہ دیسی ہی تھا... لیکن صورت سے اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا... عجیب بے چینی سی آنکھیں تھیں جنہیں کسی مرکز پر قرار ہی نہیں تھا۔

"تو چلو اب!" برجر نے اٹھتے ہوئے عمران سے کہا۔ "وہ جہاز پر پہنچ جائیگا۔"

شپنگ ایجنٹ کے دفتر سے نکل کر وہ شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

"تمہیں یقین ہے کہ جوزف کارآمد آدمی ثابت ہوگا؟"

"مجھے تو یقین ہے... جناب عالی۔"

"جناب عالی نہیں... برجر۔"

"بہت بہتر... مسیو برجر۔"

"تم بالکل فرانسیسی لہجے میں مسیو کہہ سکتے ہو۔" برجر ہنس پڑا پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "اس جوزف کو دیکھ کر عجیب سا احساس ہوا ہے مجھے۔"

"کیسا احساس؟"

"مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں کسی قدیم ترین جہاز کا کپتان ہوں اور جوزف طبل بجانے والا جس کی تال پر حبشی غلام چپو چلاتے ہیں۔"

"خدا کے لیے اس کو اپنے احساسات سے آگاہ نہ کیجئے گا۔"

"کیوں؟"

"وہ سر کے بل کھڑا ہو جائے گا اور یہی محسوس کرنے لگے گا کہ بحری شیطانوں کے چکر میں پھنس گیا ہے۔"

"تو کیا وہ توہم پرست ہے؟"

"بڑے غضب کا۔"

"دلچسپی رہے گی۔" برجر نے قہقہہ لگایا۔

"خدا میرے حال پر رحم کرے۔ یہ میں نے کیا کیا۔" عمران اردو میں بڑبڑایا۔

"کیا بات ہے۔ کیا کہا تم نے۔"

"کہہ رہا تھا۔ دل میں درد ہو رہا ہے۔"

"دل میں درد ہو رہا ہے۔" برجر اچھل پڑا۔

"ہاں۔؟"
"چلو یہ ٹھیک ہے آپ کے لیے۔"
"گھبرانے کی بات نہیں... وہ والا درد نہیں ہے۔"
"کیسا درد ہے؟"
"بس کسی کی یاد آتی ہے اور دل میں درد ہونے لگتا ہے۔"
"سمجھا... تو کیا تم کسی کو چاہتے ہو؟"
"براہ کرم اس کا ذکر چھوڑ دیجیے۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا...

"اوہ... اچھا..." برجر سر کھجا کر اسے گھورتا ہوا نرم لہجے میں بولا۔

"مجھے افسوس ہے۔"
عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور سیٹ کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔ پھر ٹیکسی ایک بار کے سامنے رکی تھی۔
"آج تم بھی تھوڑی سی چکھو۔" برجر نے عمران سے کہا۔
"میں مجبور ہوں مسٹر برجر!"
"چلو فکر کی بات نہیں۔ میں تمہارا دل نہیں دکھانا چاہتا۔"

رات کے آٹھ بجے تھے... کسی نے عمران کے کیبن کے دروازے پر دستک دی... اس نے اٹھ کر دروازہ کھولتے ہوئے برجر کی جھلک دیکھی اور اچھل کر پیچھے ہٹ آیا۔
"تم کیا سمجھے ہو؟" برجر نے پوچھا۔
"مم... میں... سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"
"احمق ہو۔" وہ کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔ "آدھے گھنٹے کے بعد میں تمہیں اپنی محبوبہ سے ملاؤں گا۔"
"بہت بہت شکریہ مونسیور برجر..."
"اور تمہارا یہ جوزف۔ یہ بچ بلانوش ہے۔"
"یہ بوتلوں سے آگے نہ بڑھنے دیجیے گا ورنہ نتیجے کے آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔"
"کیا مطلب؟"
"وہ آپ کے حصے کی بھی پی جائے گا اور ساتھ ہی آپ کو حیات بعد الممات کے عذاب سے بھی ڈراتا جائے گا۔"
"مجھے حیات بعد الممات پر یقین نہیں ہے۔"
"وہ یقین دلا دے گا۔"
"اچھا تم بکواس بند کرو۔" برجر نے ڈانٹا۔ "میرے ساتھ آؤ..."
وہ اسے شراب نوشی کے کیبن میں لے آیا۔ میاں جوزف پہلے ہی سے موجود تھا... اور تین خالی بوتلیں اس کے سامنے رکھی ہوئی تھیں۔
انہیں دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا... پتھر کے بت کی طرح جامد و ساکت نظر آ رہا تھا۔
"یہ کیا کر سکے گا۔" برجر اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔
"فی الحال تو یہ کر سکا ہے۔" عمران نے خالی بوتلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
"تم کیا کر سکو گے۔" برجر پیر پٹخ کر دہاڑا۔
"شراب ترک کر دینے کے علاوہ اور سب کچھ کر سکوں گا۔ باس!" جوزف کا لہجہ پرسکون تھا۔
"تمہیں ایک عورت کو کھانا کھلانا ہے۔"
"دس عورتوں کو کھلا سکتا ہوں باس!"
دفعتاً عمران نے برجر کا بازو پکڑ کر کہا: "ذرا میرے ساتھ باہر چلیے مونسیور۔"
"کیوں؟" وہ اس کی طرف مڑ کر غرایا۔
"باہر ہی بتاؤں گا۔"
وہ دونوں عرشے پر آئے... عمران کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے اس نے برجر سے پوچھا: "آپ نے اسے کچھ بتایا تو نہیں؟"
"نہیں۔ کیوں؟"
"اس سے ہرگز نہ کہیے گا کہ آپ نے پلاسٹک سرجری کرا کے اس کے ہونٹ ایک دوسرے سے پیوست کرا دیے ہیں!"
"کیوں؟"
"مونسیور برجر! وہ خطرناک ہو جائے گا۔ اس کا خیال ہے کہ زبان چلانا ہر عورت کا پیدائشی حق ہے اور اسے یہ حق ہر حال میں ملنا چاہیے۔"
"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا؟"
"میں کہتا ہوں اس وقت بحث نہ کیجیے۔"
"اچھا نہیں کروں گا۔ پھر۔؟"
"میں چاہتا ہوں کہ پہلے آپ مجھے ان خاتون کی زیارت کرا دیجیے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ خاموش عورت کیسی لگتی ہے۔"
"پرستش کے قابل۔ چلو میرے ساتھ۔"
وہ اسے ایک کیبن کے دروازے پر لایا اور جیب سے کنجی نکال کر قفل کھولتے ہوئے کہا: "میں ابھی اس کی پوجا کر سکتا ہوں لیکن اس کا پیٹ بھرنا میرے بس سے باہر ہے... لیکن مشورہ... میں نے تم سے یہ بات غلط کہی تھی کہ وہ میری محبوبہ ہے۔"

"یعنی... کہ...؟" عمران ہکلایا۔
"وہ حقیقتاً میری بیوی ہے۔"
عمران نے قہقہہ لگایا۔
"کیوں۔ تم ہنسے کیوں؟" برجر نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"یہی تو میں سوچ رہا تھا کہ آخر محبوبہ کے ہونٹ... ہونٹ تو صرف بیوی کے سیے جا سکتے ہیں۔ بیچاری محبوبہ تو اس کی گالیاں بھی شاعری کی حد میں داخل ہو جاتی ہیں۔ مار بیٹھے تو اسے فنون لطیفہ میں سے سمجھیے!"
"آہستہ بولو۔ اب وہ میری محبوبہ ہی ہے۔ اور میں نے غصے میں اسے محبوبہ بتایا تھا۔"
"مردوں پر تو غصہ نہیں آتا آپ کو۔"
"شٹ اپ... اندر چلو۔" اس نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔
سامنے آرام کرسی پر ایک بڑی خوبصورت عورت نیم دراز تھی... تیس سال سے زیادہ نہ رہی ہوگی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ برجر مشرقی پجاریوں کے سے انداز میں ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے دوزانو ہو گیا۔
اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی...
عمران نے اس کی آنکھوں میں نفرت کی جھلکیاں دیکھیں۔ عورت کی ناک سے عجیب طرح کی آوازیں نکل رہی تھیں اور وہ اپنے سینے پر ہاتھ مارتی جا رہی تھی۔ ایک ٹھوکر برجر کے بھی رسید کی۔
برجر فرانسیسی زبان میں کہہ رہا تھا: "صبر۔ صبر۔ اچھی عورت! ابھی بیس منٹ باقی ہیں۔ بیس منٹ بعد تمہیں مطمئن کر دیا جائے گا۔"
وہ بیدم سی ہو کر پھر آرام کرسی کی پشت گاہ پر گر گئی اور آنکھیں بند کر لیں۔

◆

رات کے گیارہ بجے تھے... جہاز بندرگاہ چھوڑ کر کھلے سمندر کی طرف جا رہا تھا... اور عمران ریڈیو روم میں کھڑا دیدے حیرت میں گھمائے دیکھ رہا تھا کیونکہ ہائی فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر بالکل ناکارہ ثابت ہوا تھا... صرف میڈیم فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر کام کر رہا تھا... ایمرجنسی والے ٹرانسمیٹر کے متعلق اس کا اندازہ تھا کہ اگر میڈیم فریکوئنسی والا ٹرانسمیٹر کام کرنا چھوڑ دے تو وہ بھی ناکارہ ہو جائے گا۔
وہ طویل سانس لے کر بڑبڑایا: "تو اسی لیے تم مجھے ادھر ادھر دوڑائے پھرتے رہے تھے مونسیور برجر کہ جہاز کے سیل کر جانے سے پہلے میں ریڈیو روم میں نہ جا سکوں۔"
ریڈیو روم سے نکل کر وہ برجر کی تلاش میں چل پڑا۔ جوزف شاید اسی کی تلاش میں تھا... ایک جگہ مڈبھیڑ ہو گئی۔
"اس بار تم نے مصیبت میں پھنسایا ہے باس!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔
"میں نے کون سا جرم کیا ہے شب دیجور کے بچے!"
"کہاں آ پھنسے۔ کیا چکر ہے... او میرے خدا میری ڈیوٹی۔ اس بیچاری کو کیا ہو گیا ہے!"
"کوئی مرض ہے... ہونٹ چپک گئے ہیں... منہ نہیں کھول سکتی..."
"باس! میں دشمن کے سینے میں نیزہ اتار سکتا ہوں لیکن کسی عورت کی ناک میں ٹیوب... میرے خدا... رحم... کیسی بے بسی سے تڑپتی ہے... کوئی اور کام نہیں ہے... باس۔"
"صبر کر... آسمان سے تیرے لیے رحمتیں نازل ہوں گی!"
"ہلو ڈیئر آفیسر!" دفعتاً کسی نے پشت سے آواز دی۔
عمران مڑا۔ یہ چیف آفیسر تھا۔
"تمہیں ریڈیو روم میں ہونا چاہیے!"
"شکریہ! میں مونسیور برجر کو اطلاع دینے جا رہا تھا کہ ہائی فریکوئنسی والا ٹرانسمیٹر کام نہیں کر رہا۔"
"واپس جاؤ۔ یقیناً دوسرے بھی کام کرنا چھوڑ بیٹھے ہوں گے!"
"کیا مطلب۔؟"
"یہ جہاز آسیب زدہ ہے!"
"یعنی کہ۔ کیا مطلب۔!" جوزف خوفزدہ آواز میں بولا...
"یقین نہ آئے تو خود جا کر دیکھ لو۔"
عمران بیوقوفوں کی طرح اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔
وہ ریڈیو روم کی طرف چل پڑے۔ دفعتاً عمران نے اس سے کہا: "میری سمجھ میں نہیں آتا کس چکر میں پڑ گیا ہوں۔ مونسیور برجر بذات خود ایک آسیب معلوم ہوتے ہیں۔"
"ارے۔ وہ بیچارہ۔ مسخرہ!"
ریڈیو روم میں پہنچ کر چیف آفیسر کے بیان کی تصدیق ہو گئی۔ میڈیم فریکوئنسی والا ٹرانسمیٹر بھی بیکار ہو چکا تھا... اور عمران کا یہ اندازہ بھی درست نکلا کہ اس کے خراب ہوتے ہی ایمرجنسی والا ٹرانسمیٹر بھی بیکار ہو جائے گا کیونکہ وہ اسی سے منسلک تھا۔

"اب کیا ہوگا۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اتفاق سے جہاز پر کوئی ریڈیو انجینئر بھی نہیں ہے۔" چیف آفیسر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اب... اگر جہاز کسی مصیبت میں پھنس جائے تو...؟"

چیف آفیسر نے قہقہہ لگا کر عمران کے شانے پر ہاتھ مارا اور بولا "تم جیسوں کا یہاں کیا کام... تم تو اکثر بدھو معلوم ہوتے ہو۔"

"بدھو کیا چیز ہوتی ہے...؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"دانشمند ہو... اور تم...؟" وہ جوزف کی طرف مڑا۔

"میں آدمی ہے۔" جوزف غرایا۔

"جائی صاحب...؟" عمران لجاجت سے بولا۔ "اس سے انگریزی ہی میں گفتگو کیجیے... ورنہ اس کی اردو سے آپ کو گہرا صدمہ پہنچے گا۔"

"تم دونوں آخر ہو کیا چیز۔ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا کہ موسیو برجر نے چالاک اس طرح کسی کا تقرر کیا ہو۔"

"کیا میں موسیو برجر کو یہاں بلا لاؤں؟" عمران نے پوچھا

"بکواس مت کرو۔ جاؤ آرام سے اپنے کیبنوں میں سو جاؤ۔" چیف آفیسر نے کہا اور ریڈیو روم سے چلا گیا۔

"جوزف۔"

"یس باس۔"

"مجھے کسی کے سامنے باس کہہ کر نہ مخاطب کرنا۔"

"میں سمجھتا ہوں۔"

"برجر کہاں ہے؟"

"اسی کیبن میں۔" جوزف نے کہا اور ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

"کس کیبن میں؟"

"جہاں چاروں طرف زندگی بکھری ہوئی ہے۔"

"دیکھو پھر بوتلوں سے آگے معاملہ نہ بڑھنے پائے۔"

"لیکن اگر وہ زبردستی پلائے تو؟"

"تم انکار کر دو گے۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"لیکن وہ خطرناک ہو جاتا ہے... اور اب مجھے اسکو باس کہنا پڑتا ہے۔"

"جوزف۔"

"میرا پیچھا چھڑاؤ اس ڈیوٹی سے۔"

"اس کے عوض تو برا کہنا مانے گا... کیوں؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"اب تو یہی ہوگا باس۔ اگر وہ عورت نہ ہوتی تو میں خود ہی پیچھا چھڑا لیتا۔"

"اچھا بس سو جاؤ گے۔" عمران نے کہا اور کچھ کچھ سوچنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار تھے۔

پھر اس نے جوزف کو دھکیل کر ریڈیو روم سے باہر نکال دیا۔ "لیکن... لیکن۔"

"بھاگ جاؤ۔ اپنے کیبن کا دروازہ بند کر کے سو جانا۔"

جوزف نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور وہاں سے چلا گیا....

اب عمران شراب نوشی کے کیبن کی طرف جا رہا تھا۔

کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا... برجر وہاں موجود تھا۔ عمران کو اس نے خمار آلود نظروں سے گھورتے ہوئے خالی گلاس میں شراب انڈیلی اور غرایا۔ "کیا ہے؟"

"میں ریڈیو آپریٹر بیکار ہوں۔" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

"تو پھر میں کیا کروں؟"

"پھر کون کرے گا؟"

"میں نہیں جانتا... یہاں سے چلے جاؤ... بور نہ کرو۔"

"میں کہتا ہوں... یہ کتنی خطرناک بات ہے۔"

"میرے لیے دنیا میں صرف دو خطرناک باتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی تو یہ کہ یہاں کی ساری بوتلیں خالی ہو جائیں اور دوسری یہ کہ بیوی دوبارہ بولنے لگے... ان کے علاوہ میں کسی بھی پوزیشن کو خطرناک نہیں سمجھتا۔"

"موسیو برجر۔"

"خاموش رہو... نہیں... بیٹھ جاؤ...!" برجر نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

عمران نے کسی بہت زیادہ تابعدار ملازم کے سے انداز میں اس کے حکم کی تعمیل کی تھی۔

"تم خود کو کیا سمجھتے ہو۔" دفعتاً برجر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا دھاڑا۔

"ریڈیو — آفیسر۔"

"بکواس ہے۔ تم صرف میرے دوست ہو میرے... اگر دنیا میں میرے علاوہ کوئی اور دوست ہوا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔"

"بہتر ہے۔"

"خاموش رہو۔ میری بات سنجیدگی سے سنو۔ تم مجھے پسند ہو اسی لیے میں نے تمہیں ملازمت دی ہے۔"

"کتنا پسند ہوں؟"

"بہت زیادہ — بہت زیادہ...."

"موسیو برجر جہاز کو خطرہ..."

"شٹ اپ۔" وہ میز پر ہاتھ مار کر دھاڑا۔ "جہاز میرا ہے تمہارا نہیں ڈوبتا ہے تو ڈوب جائے!"

"بہت بہتر..." عمران نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا اور ہاتھ باندھ کر مؤدب ہو گیا۔

"میں یہی چاہتا ہوں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ سر جھکائے بیٹھا رہا۔

اب برجر اسے عجیب نظروں سے دیکھتا جا رہا تھا۔

"تم ایکدم کیوں خاموش ہو گئے۔" دفعتاً اس نے سوال کیا۔

"ڈیڑھ سو روپے ماہوار کا ریڈیو آفیسر ہوں... مجھے خاموش ہی رہنا چاہیے۔"

برجر نے میز پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگایا... کچھ دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "بالآخر بات تمہاری سمجھ میں آ ہی گئی۔"

"بالکل آ گئی اور اب میں ڈوب مرنے کے لیے قطعی تیار ہوں۔"

"تم کیسے جوان ہو۔ مایوسی کی باتیں کرتے ہو... کھیلو... کودو... عیش کرو... چیف انجینئر کی بیوی بہت زندہ دل عورت ہے... کیا تم اس سے نہیں ملے۔"

عمران نے سر کو منفی جنبش دی۔

"میں تمہیں ملواؤں گا... وہ انتہائی سیکسی ہے۔ مگر میری بیوی سے زیادہ خوبصورت نہیں ہے۔"

"خوب یاد آیا موسیو برجر... آپ دونوں کے درمیان گفتگو کس طرح ہوتی ہے؟"

"جو کچھ اسے کہنا ہوتا ہے لکھ دیتی ہے... لیکن یونانی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں جانتی... تم یونانی سمجھ سکتے ہو؟"

"دواؤں کی حد تک۔"

"کیا مطلب...؟"

"آپ کے مطلب کی چیز نہیں ہے۔"

"جوزف کچھ کہہ تو نہیں رہا تھا؟"

"اسے اپنی ڈیوٹی پسند نہیں ہے۔"

"میں کیا کروں۔ خود اس کی ناک پر تو جب نہیں چڑھ سکتا۔"

"میں پڑھ جایا کروں گا... آپ جوزف کو ریڈیو آفیسر بنا دیجیے... ڈیڑھ سو بھی اسی صورت حرام کے۔"

"کیا اسے یہ کام بھی آتا ہے؟"

"اس جہاز کے ریڈیو روم کا کام تو گدھے کا بچہ بھی چلا سکتا ہے۔"

"میرے جہاز کی توہین نہ کرو۔" برجر میز پر گھونسہ مار کر دہاڑا۔

"آپ کی عزت اور جہاز سے معافی کا خواستگار ہوں۔" عمران سہم جانے کی ایکٹنگ کرتا ہوا بولا۔

"چلے جاؤ۔"

"بہت بہتر جناب۔" عمران نے کہا اور کیبن سے باہر آ گیا۔

*

دوسرے دن کھانے کی میز پر صرف ایک ہی ڈش تھی۔ عمران اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہا تھا... آدھے ابلے ہوئے بیجوں سے پلیٹ بھری ہوئی تھی۔

"کیا دیکھ رہے ہو باس؟" جوزف نے آہستہ سے بولا۔ "یہ باجرا ہے ہم اپنے مرغیوں کو کھلایا کرتے تھے۔"

"کیا یہ کوئی کھانے کی چیز ہے۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا۔

"میں نے سنا ہے کہ یہ اپنے مویشیوں کو کھلاتے ہیں۔ شاید یہ لوگ خود بھی اسے کھاتے ہوں گے۔"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ یہ ہے کیا بلا؟"

"غلے کی ایک قسم ہے۔ لیکن کم از کم یہ میرے حلق سے تو نہیں اترے گی اور باس میں نے تو ایسی دل دہلا دینے والی باتیں سنی ہیں کہ..."

"جوزف خاموش رہو۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ دل ہلا دینے والی باتیں مجھ تک پہنچیں۔"

"لیکن یہ پیٹ کا مسئلہ ہے۔ میں نے سنا ہے کہ اب جہاز پر باجرے کے علاوہ کھانے کی اور کوئی چیز موجود نہیں۔"

"تو نے خواب دیکھا ہوگا۔"

"خواب بھی دیکھا تھا باس لیکن جہاز پر آنے سے پہلے... میں نے دیکھا کہ میری ماں بکری کی اوجھڑی اچھال اچھال کر کہہ رہی ہے۔ دیکھ جوزف تیرا باپ دشمن کے نیزے کی نذر ہوا تھا لیکن تو کسی حاملہ عورت کی موت مرے گا۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے جوزف... میں نے آج تک کسی حاملہ عورت کی موت نہیں دیکھی۔ میرے تجربات میں اضافہ ہوگا۔"

"ہنسی میں نہ اڑاؤ باس... حاملہ عورت کی موت کا مطلب ہے دو زندگیوں کا خاتمہ۔"

"وہ تو ظاہر ہے...!" عمران نے دانشمندانہ انداز میں آنکھوں کو جنبش دی۔

"مجھے تم سے پیار اور کچھ نہیں باس... خدا کرے خواب جھوٹا ہو۔"

"تو کہنا کیا چاہتا ہے؟"

"بکری کی اوجھڑی تمدن کی علامت ہے۔ کہیں ہم اس جہاز پر بھوکے نہ مر جائیں۔"

"اگر تم کچھ کھا کر مرنا چاہتے ہو تو نکالوں...!"

"باسو پایا ہی کھا کر مر جاؤں گا... باس وہ وقت سے زیادہ نہیں ٹال سکوں گا۔"

عمران نے ایک دانہ اٹھا کر منہ میں ڈالا اور اسے آہستہ آہستہ کچلتا رہا پھر بولا۔ "اگر اسے شوربے والی ترکیب سے پکایا جائے تو کیسی رہے گی؟"

جوزف نے وہ اُبلے ہوئے دانے حلق سے اتارنے شروع کر دیئے تھے اس لیے کچھ نہ بولا۔ ناگواری اس کی آنکھوں سے مترشح ہو رہی تھی۔ عمران نے بھی جلد ہی اپنی پلیٹ خالی کر دی۔

"چلو اس عرشے پر چلیں یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے۔" جوزف تھوڑی دیر بعد بولا۔

"ہوں چلو۔ لیکن تم مجھے باس کہنا نہیں چھوڑو گے؟"

"کسی کے سامنے تو نہیں کہتا۔" وہ عرشے پر آئے اور ریلنگ سے ٹک کر کھڑے ہو گئے۔ سمندر پر چلنے والی ٹھنڈی ہوائیں اس تمازت کو کم کر رہی تھیں۔

دفعتاً جوزف بولا۔ "وہ بے چاری عورت مجھے دیکھ کر سہم جاتی ہے۔ بچے نہیں ہیں یہاں ورنہ ایک آدھ کا ہارٹ فیل بھی ہو سکتا تھا۔"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔" جوزف بولا۔

"جانے جاؤ ماتھا چاٹے جاؤ...!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"خدا کے لیے یہ بتاؤ کیوں کر مجھے کوئی دوسرا کام بتاتے؟"

"خدا سے ڈرو کہ وہ عورت بولتے بولتے... عورتوں کو خاموش دیکھ کر میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔"

اتنے میں چیف انجینئر اور اس کی سیکریٹری نما بیوی دکھائی دی۔ عورت خوش شکل اور خاصی دلکش تھی۔ عمر پچیس اور تیس کے درمیان رہی ہو گی۔

وہ ان کے قریب ہی آ رکے۔ برج پہلے ہی عمران سے اس کا تعارف کرا چکا تھا۔

"آج سے باسو پایا خوراک ہو گئی ہے۔" چیف انجینئر نے ہنس کر عمران سے کہا۔

"نہایت لذیذ تھی۔" عمران نے بھی خوش دلی کا مظاہرہ کیا۔

"میں نہیں کھاتی۔" سلویا اٹھلائی۔

"پھر آپ کیا کھاتی ہیں محترمہ؟" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"ڈبوں میں محفوظ کی ہوئی غذائیں۔ اپنے کیبن میں بہت سی رکھتی ہوں۔"

"اور مجھے کبھی کبھی باسو پایا ہی سے پیٹ بھرنا پڑتا ہے۔" انجینئر نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا عام طور پر ایسے ہی حالات رہتے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"زیادہ تر۔"

"آخر کیوں؟"

"رسد زیادہ تر مفقود ہی رہتی ہے۔"

"سوال یہ ہے کہ آپ لوگ اسے کیونکر برداشت کرتے ہیں؟"

"مجھے علم ہے کہ ہم آوارہ گردی میں اچھے ہیں۔" انجینئر مسکرایا۔

"سب یہی کہتے ہیں لیکن بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔" عمران بے بسی سے بولا۔

"خود ہی سمجھ لو گے۔"

"مجھے ان دونوں پر ترس آتا ہے۔" سلویا بولی۔ "نہ ہمارا ریڈیو آفیسر غائب ہوتا اور نہ یہ دونوں بے چارے پھنستے۔"

"ریڈیو آفیسر غائب ہو گیا؟"

"اس تمہاری ہی بندرگاہ پر وہ غائب ہو گیا۔" چیف انجینئر نے کہا۔ "ریڈیو آفیسر کے بغیر جہاز کو سیل کرنے کی اجازت نہ ملتی۔"

"مسٹر برج بہت پریشان تھے کیونکہ ایک آدمی اور کم ہو گیا ہے جو ان کی بیوی کو کھانا کھلاتا تھا۔"

"وہی ریڈیو آفیسر؟"

"اور ہو گیا وہی، خدمت بھی انجام دیتا تھا؟"

"ہاں، برج بس اسی سے یہ کام بھی لیتا تھا۔"

"آخر وہ کہاں غائب ہو گیا؟"

"جب کبھی بے مزگی ملتی ہے... اسی طرح غائب ہو جاتا ہے۔ وہ ایران کا باشندہ تھا مگر روانی سے اردو سیکھ رہا تھا۔ جب اطمینان ہو گیا کہ ایران کی طرح اردو بولنے لگا تو تمہاری بندرگاہ پر غائب ہو گیا۔"

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"چھوڑو... خوش رہنے کی کوشش کرو۔" انجینئر اس کا شانہ تھپک کر بولا... اور آگے بڑھ گیا۔ سلویا بھی اس کے ساتھ ہی چلی گئی تھی۔

"باس۔" جوزف نے عمران کی طرف مڑ کر کہا۔ "بڑی عجیب عجیب باتیں سننے میں آ رہی ہیں۔"

"دنیا کی کوئی بات عجیب نہیں ہے جوزف۔ صرف ہماری سمجھ کا پھیر ہوتا ہے۔ شاید باسو پایا کھا کر ہم کائنات کے سارے رازوں کی تہہ تک پہنچ جائیں۔ یہ تو مجھے احساس کی دنیا کا وظیفہ محسوس ہوتا ہے؟"

"بس کرو باس۔" جوزف برا سا منہ بنا کر بولا۔ "جہاز لنگر اٹھا کر سمندر میں چلا گیا تو باسو پایا سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔"

دفعتاً ایک خلاصی ان کے قریب آ کھڑا ہوا... اس کی توجہ کا مرکز جوزف تھا۔ جوزف نے بھی اسے گھور کر دیکھا اور وہ عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تمہیں چیف آفیسر نے بلایا ہے۔" خلاصی نے اس سے کہا۔

"چیف آفیسر سے کہہ دو کہ میں اس وقت ملاقات کے موڈ میں نہیں ہوں۔ پھر کسی وقت مجھ سے مل لے۔"

"میں کہہ دوں یہی؟" خلاصی کے انداز میں دھمکی تھی۔

"ہاں۔ جاؤ۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر چبانے لگا۔

"دیکھو بھائی ریڈیو آفیسر صاحب تم نئے ہو چیف آفیسر کو نہیں جانتے خطرناک آدمی ہے۔" خلاصی نے کسی قدر نرم لہجے میں کہا۔

"آج ہم نے بھی باسو پایا کھائی ہے... کسی سے کمزور نہیں پڑوں گا۔"

خلاصی ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ "اچھی بات ہے۔ میں جا رہا ہوں تم جانو۔"

وہ چلا گیا اور جوزف نے عمران سے کہا۔ "باس یہ چیف آفیسر بہت بدتمیز آدمی ہے۔ میرا خیال ہے کہ مسٹر برج بھی کسی حد تک اس سے دبتے ہیں۔"

"فی الحال... تم کسی معاملے میں دخل نہ دینا۔" عمران سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"تمہیں خطرے میں دیکھ کر بھی نہیں؟"

"جب تک میں اشارہ نہ کروں... تم ہر معاملے میں خاموش تماشائی بنے رہو گے۔"

"آسمانی باپ رحم کرے۔"

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دو قوی ہیکل آدمی انہیں اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ عمران لاپرواہی سے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرف متوجہ رہا اور وہ ان کے قریب آ کر رک گئے۔

"تمہیں چیف آفیسر نے بلایا ہے۔" ایک نے عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"کیا اس تک میرا جواب نہیں پہنچا...؟" عمران نے مڑ کر سرد لہجے میں کہا۔

"چلو۔" دوسرے نے اس کی گردن پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ ہاتھ پہلے ہی عمران کی گرفت میں آیا اور پھر اس طرح جھٹکا دیا گیا کہ اس آدمی کے قدم اکھڑ گئے۔ ساتھ ہی عمران کا بایاں ہاتھ اس کے منہ پر پڑا تھا۔ وہ چاروں خانے چت گرا۔ اس کے ساتھی نے عمران پر چھلانگ لگائی۔

جوزف پتھر کے بت کی طرح ساکت کھڑا تھا... وہ دوسرے کا حشر دیکھ لینے کے بعد اس کی آنکھوں میں ہلکی سی جذباتی تبدیلی نظر آئی تھی۔

وہ اپنے ساتھی ہی پر جا گرا تھا اور اب دونوں گالیاں بکتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

پھر جوزف نے دیکھا کہ دونوں نے بڑے بڑے چاقو نکال لیے ہیں۔ اب خاموش تماشائی رہنا اس کے بس سے باہر ہوا جا رہا تھا۔

اچانک برج کی دہاڑ سنائی دی۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟"

دونوں خلاصی جہاں تھے وہیں رک گئے... برج تیزی سے چلتا ہوا ان دونوں کے درمیان آ گیا۔

کھلے ہوئے چاقو اب بھی دونوں کے ہاتھوں میں تھے اور عمران مسکین صورت بنائے ہوئے کبھی برج کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی ان دونوں کی طرف۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" برج پھر چیخ کر دہاڑا۔ "چاقو جیب میں رکھو۔" دونوں نے مشینی انداز میں چاقو بند کر کے جیب میں ڈالے تھے اور مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے رہے تھے۔

"چلے جاؤ... ورنہ جان سے مار دوں گا۔" برج پھر دہاڑا۔ وہ دونوں خاموشی سے مڑے اور وہاں سے چلے گئے۔ اب برج جوزف کی طرف مڑ کر دہاڑا۔ "تم سب دیکھ رہے تھے؟"

"یس باس۔" جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم حیوان، نافرض شناس اور بزدل ہو۔"

"وہ کیسے باس...؟"

"اس شخص نے تمہیں ملازمت دلوائی تھی۔"

"یس باس؟"

"پاس کھڑے رہے کیا تم اس کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے؟"

"مجھے جو حکم دیا جاتا ہے اس کے خلاف نہیں کرتا باس۔ اب تم نے کہہ دیا ہے خیال رکھوں گا۔"

"یہ بھیڑیوں کا جنگل ہے۔ تمہیں ایک دوسرے کا خیال رکھنا پڑے گا۔"

"اوکے باس۔" جوزف نے فوجی انداز میں سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"جاؤ۔ اپنے کیبن میں جاؤ۔"

جوزف اپنے کیبن کی طرف چلا گیا۔

اب وہ عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرم لہجے میں بولا۔ "تمہیں چیف آفیسر کا حکم ماننا چاہیے۔"

"میں تو یہ سمجھتا تھا مسٹر برزگر کہ مجھے آپ کے علاوہ اور کسی کے حکم کی تعمیل نہیں کرنی... میرا اور چیف آفیسر کا درجہ برابر ہے۔"

"ٹھیک ہے... ٹھیک ہے... لیکن حالات..."

"اگر یہ آپ کا حکم ہے تو میں اب اس کے حکم کی تعمیل بھی کیا کروں گا۔"

"جاؤ دیکھو... وہ کیا کہتا ہے۔"

"اچھی بات ہے... مسٹر برزگر۔"

چیف آفیسر نے عمران کو گھور کر برا سا منہ بنایا... اور بولا "اگر کپتان نے مجھے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمہاری ہڈیاں توڑ دیتا۔"

"کام کی بات کرو۔"

"کیا... تم ہوش میں ہو یا نہیں۔"

"تم چیف آفیسر ہو... اور میں ریڈیو آفیسر۔"

"میں تمہیں جیلی بنا سکتا ہوں۔"

"مسٹر چیف آفیسر... میں ایک شریف آدمی ہوں۔"

"بکواس بند کرو اور خاموشی سے بیٹھ جاؤ... سنو۔"

عمران برا سا منہ بناتے ہوئے بیٹھ گیا۔

چیف آفیسر دوسری طرف دیکھنے لگا شاید وہ اپنے چڑھتے ہوئے پارے کو نیچے لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔ "پاسوریا کھائی تم نے؟"

"ہاں... کھائی۔"

"پہلے بھی کبھی کھائی تھی؟"

"نہیں... بدقسمتی سے اب تک ایسی لذیذ غذا سے محروم رہا تھا۔"

"لذیذ تھا؟"

"زندگی میں پہلی بار کھانے کا مزہ ملا ہے۔"

"اب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے جہاز پر۔"

"واقعی۔" عمران نے پرمسرت لہجے میں پوچھا۔

"تو تمہیں خوش ہونے کی کیا بات ہے؟"

"میری پسندیدہ چیز ہے اس لیے مجھے خوش ہونے کا حق حاصل ہے۔"

"میں کہتا ہوں خاموش رہو... اگر تم نے یہ بات کسی کے سامنے کہہ دی تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔"

"خداوندا... کیا میں پھر... بدروحوں کے چکر میں پھنس گیا ہوں۔"

"کیا بکتے ہو۔"

"میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا۔" عمران نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا۔

"ارے... ارے... ارے..." کہتا ہوا چیف آفیسر اٹھا اور اس کے ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔

بہ دقت تمام اسے کامیابی ہوئی اور بڑے نرم لہجے میں بولا "تم پوری بات بھی تو سنو۔"

"سناؤ۔" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

"پاسوریا سے سارا عملہ بیزار ہے۔"

"زبردستی تو نہیں ہے... وہ کچھ اور بھی کھا سکتے ہیں... نہ کھائیں پاسوریا۔"

"پاسوریا کے علاوہ اور کچھ ہے ہی نہیں۔"

"کیوں نہیں ہے؟"

"جہاز مقروض ہے... تمہاری بندرگاہ پر ایک قرض خواہ اڑ گیا تھا اس لیے خورد و نوش کا سامان اسٹور نہیں کیا جا سکا۔"

"شراب نوشی کا کیبن کیوں آباد ہے؟" عمران نے روٹھی عورت کے سے انداز میں پوچھا۔

اس پر چیف آفیسر ہنس کر بولا۔ "خدا نے رزق کا وعدہ کیا ہے شراب کا نہیں۔"

عمران لاجواب ہو جانے والے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں تو سنو... عملے کو قابو میں رکھنے کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ انہیں تشفی دی جائے۔"

"چلو... یہ بات بھی سمجھ میں آگئی۔"

"انہیں مطمئن کرنے کے لیے..." وہ جملہ پورا کیے بغیر خاموش ہو گیا کیونکہ ٹھیک اسی وقت برزگر کیبن میں داخل ہوا۔

دونوں اٹھ گئے۔

"بیٹھو... بیٹھو..." وہ ہاتھ ہلا کر بولا لیکن جب تک وہ خود نہیں بیٹھ گیا... دونوں کھڑے رہے تھے۔

"تم نے ان دونوں بدمعاشوں کو اس کے پاس کیوں بھیجا تھا۔" برزگر نے چیف آفیسر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے بلوایا تھا... اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا۔ اگر وہ جھگڑ بیٹھے تھے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔"

"یہ میرا آدمی ہے... سمجھے۔"

"میں سمجھتا ہوں... کیپٹن..."

"تم نے کیوں بلوایا تھا۔"

"پاسوریا زیر بحث ہے۔"

"خاموش رہو..." وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اس بار عملہ بغاوت پر آمادہ ہے۔"

"بغاوت..." وہ اچھلتا ہوا اٹھ آیا۔ "ایک ایک کو گولی مار کر سمندر کی تہ میں پہنچا دوں گا۔"

چیف آفیسر کچھ نہ بولا۔ برا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا تھا مگر گولی مار دینے کی دھمکی پر عمران کا چہرہ پیلا ہو گیا تھا اور اس نے اس طرح دونوں ہاتھوں سے پیٹ تھام لیا تھا... جیسے سچ مچ ٹھیک اسی جگہ گولی لگی ہو...

برزگر پھر بیٹھ گیا... وہ چیف آفیسر کو گھورے جا رہا تھا جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

تھوڑی دیر بعد چیف آفیسر اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "مگر اس بار ہم ہانولولا کے پہنچنے سے پہلے ہی کچھ نہ کچھ کیا ممکن ہے... تمہارا یہ ریڈیو آفیسر صورت ہی سے یتیم معلوم ہوتا ہے۔"

عمران نے برزگر کو چونکتے دیکھا۔ اب وہ عمران کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار دیکھا ہو... دفعتاً اس نے پیٹ پیٹ کر خیالی انداز میں ہنسنا شروع کر دیا۔ عجیب ہی سا آدمی تھا اس کے بارے میں اندازہ کرنا دشوار تھا کہ کب وہ آنسو بہانے لگے گا اور کب وہ دہاڑیں جھنجھلاہٹ سے بے ہنگم قہقہوں میں تبدیل ہو جائیں گی۔

"خوب... بہت اچھی بات کہی تم نے... ہاں یہ صاحب ہے..." اس نے کہا اور پھر قہقہے لگانے لگا۔

خاموش ہوا تو چیف آفیسر نے کہا۔ "ہانولولا کا پہنچنا بھی محال ہے... اگر ہم لوگ وہاں پہنچ گئے تو کم از کم دو ماہ کے راشن کا انتظام ہو جائے گا۔"

"ارے یہ سامنے ہی عرب شیوخ بہت اچھے ہیں۔" برزگر بولا۔ "خداوند ان کا آنا نیک کرے کہ ان کے دشمن اسی میں غرق ہو جائیں۔"

عمران نے بہ آواز بلند "آمین" کہا اور احمقانہ انداز میں باری باری ان دونوں کی شکلیں دیکھتا رہا۔

"کل شام تک ہم ہانولولا پہنچ جائیں گے۔" چیف آفیسر بولا۔

"ٹھیک ہے... ٹھیک ہے..." برزگر ہاتھ اٹھاتا ہوا بولا۔ "تم اسے سب کچھ سمجھا دو۔"

جب وہ کیبن سے نکل گیا تو آفیسر نے دروازہ بند کر کے لوٹتے ہوئے کہا۔ "تو اب تم سمجھ گئے ہو گے۔"

"بالکل سمجھ گیا۔" عمران خوش ہو کر بولا۔ "میرے لیے یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے طالب علمی کے زمانے میں اکثر ٹیک لگا کر نظم دیکھتا تھا۔"

کرتا تھا۔"

"کیا بکواس ہے؟"

"ہاں... ہاں... ایک پرچہ لکھا تھا جس کا مضمون یہ ہوتا تھا کہ جناب والا میرے ماں باپ مر چکے ہیں لیکن مجھے پڑھنے کا بے حد شوق ہے۔ محنت مزدوری کر کے تعلیم کو جاری رکھے ہوئے ہوں... پچھلے دنوں سخت بیمار ہو جانے کی بنا پر فیس نہیں ادا کر سکا۔ اگر آپ ساٹھ روپے سے مدد فرما دیں تو اسکول سے نام خارج ہونے سے بچ جاؤں گا ورنہ امتحانات کے اندیشے میں ڈوب کر مر جاؤں گا۔"

"اوہو... پھر؟"

"پھر کیا... کسی شریف آدمی کا دروازہ کھٹکھٹا کر پرچہ اندر بھجوا دیا۔ اگر صاحب خانہ بہت زیادہ خدا ترس ہوا تو ایک ہی گھر سے مراد پوری ہو جاتی تھی... ورنہ دو چار گھر اور دیکھ کر مطلوبہ رقم نکال ہی لیتا تھا۔"

"کیا واقعی تمہارے ماں باپ مر چکے تھے؟"

"ہاں اس وقت بھی مر چکے تھے... اور اب بھی اکثر مر جاتے ہیں۔"

"کیا تم بیوقوف آدمی ہو؟" چیف آفیسر نے حیرت سے کہا۔

"میں تو نہیں سمجھتا کہ میں بیوقوف ہوں۔"

"پھر شکل کیوں ایسی ہے؟"

"کسی بدروح کا سایہ ہے مجھ پر۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور منہ چلانے لگا۔

دوسرے دن چیف آفیسر نے جہاز کے عملے کو عرشے پر اکٹھا کیا اور تقریر کرنے کو کھڑا ہو گیا۔

"پیارے دوستو!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھے بے حد افسوس ہے کہ مسٹر ایڈولف برزگر پاسوریا کے کھیت میں پیدا ہوئے تھے..."

عرشہ قہقہوں سے گونج اٹھا... عمران نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ برزگر کا کہیں پتہ نہ تھا۔ چیف آفیسر پھر بولنے لگا۔ اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"پاسوریا وہ دانہ ہے جسے فرشتے وسیع خلاء سے بنا کر ہمارے لیے پیک کرتے ہیں۔ ہمیں اسے لے کر زمین تک ساتھ ہی دامن پائے جاتے ہیں اور یہ پروفیسروں کی وراثت سے بھی مالا مال ہے مسٹر ایڈولف برزگر کا خیال ہے کہ یہ کائنات محض اسی لیے تخلیق کی گئی ہے کہ زمین پر پاسوریا کی کاشت ہو سکتی تھی اور پھر آسمان والے نے مسٹر برزگر کو پاسوریا کے کھیت میں پیدا کر کے یہ ثابت کر دیا ہے

کر ہم ہر جگہ رہ سکیں ہیں اور ہمیں ہر حال میں باسومیا کھانی پڑے گی۔"

"ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں...!" مجمع چلایا۔

"صبر۔ صبر۔ دوستو۔" چیف آفیسر ہاتھ اٹھا کر بولا "میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں۔ وہ لوگ جو ابھی کچھ دن پہلے بہت بیمار پڑ گئے تھے، باسومیا ہی کی بدولت وہاں زندہ رہ سکے۔"

"جھوٹ ہے... بکواس ہے۔" مجمع چلایا۔

"سنو دوستو! وہ غلاظت کی بیماری جس میں وہ مبتلا ہو گئے تھے باسومیا ہی کی خصلتی کوتاہی گیا تھا۔ خیر، ذرا صبر کر کے میری بات سنئے، یہ دواسی میں تمہاری بہتری ہے۔"

"کچھ نہیں سنتے۔" مجمع سے کئی آوازیں آئیں "ہم اسٹرائیک کریں گے۔"

"اسٹرائیک کا نام نہ لو۔ کھلے سمندر میں اسٹرائیک کا حق کسی کو نہیں پہنچتا۔"

"خاموش رہو... ہم کچھ نہیں سنیں گے۔"

"اور تمہارے لیے بہتر کھانے کا انتظام ہو جائے تو...؟"

"ہم یہی چاہتے ہیں۔ پھر ہمیں اسٹرائیک کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"اچھی بات ہے... ہمیں ابوظہبی کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہونے دو، ہم تمہارے لیے سامان کے تانے توڑ لائیں گے۔"

"جھوٹ ہے... دھوکا ہے۔" مجمع چلایا۔

"خاموش رہو... خاموش رہو..." چیف آفیسر ہاتھ اٹھا کر بولا "اب یہ ڈیوٹی آفیسر صاحب کچھ کہیں گے۔"

پھر اس نے عمران کو ریلنگ کے قریب آنے کا اشارہ کیا تھا۔ عمران اس کے پاس آ کھڑا ہوا... اور وہ مجمع میں جا ملا۔

"پیارے جانثارو!" عمران اپنے چہرے پر شدید گھبراہٹ کے آثار پیدا کر کے بولا "یہ دنیا سراسر فانی ہے... سب کچھ خواب ہے، دھوکا ہے... بکری اس لیے بکری کہلاتی ہے کہ صدیوں سے لوگ اسے بکری کہتے ہیں۔ اگر آج سے ہم گدھا کہنا شروع کر دیں تو وہ گدھا ہی ہو جائے گی اور بکری کسی دوسری زبان کا لفظ معلوم ہونے لگے گا۔ لہٰذا آج سے میں باسومیا کو رنگ گلاقند کہا کروں گا، آپ بھی یہی کیجیے اور عیش کیجیے۔"

"بکواس... کپتان کا آدمی ہے... غدار ہے... بھاگ جاؤ پہلے جاؤ۔" مجمع چیخنے لگا۔ وہ دونوں خلاصی پیش پیش تھے جن کی پٹائی پچھلے دن عمران کے ہاتھوں ہوئی تھی۔

"بھائی بہنو دوستو!" عمران دونوں ہاتھ ہلا کر بولا اور بولتا ہی رہا "صبر کا پھل میٹھا ہے... باسومیا پر لعنت بھیجیے۔ ابوظہبی کے شیخ میرے احسانمند ہیں، میرا کہا ضرور مانیں گے... میں تمہارے لیے گوشت روٹی کا انتظام کر دوں گا۔"

"حماقت ہوتی ہے..." کئی لوگ بیک وقت بولے... اور انہیں میں سے کسی نے ہاتھ ہلا کر کہا "خاموش رہو۔ سنو کیا کہتا ہے۔"

لوگ خاموش ہو گئے۔ اور عمران سر کھجاتا ہوا بولا "شیخ صاحب ہر سال میرے ملک میں خرگوشوں کا شکار کھیلنے آتے ہیں۔ پچھلے سال میں نے ان کے لیے ایک کتے کا بندوبست کیا تھا۔"

"وہ کیسے... وہ کیسے..." آوازیں آئیں۔

"شیخ صاحب کے پاس بہترین نسلوں کے لاتعداد کتے ہیں جو ان کے لیے شکار کرتے ہیں۔ ایک دن کسی جرمن سیاح نے اپنے کتوں کے بارے میں شیخ صاحب کے حضور شیخی بگھاری اور دوران گفتگو شیخ صاحب کی زبان سے کہیں یہ نکل گیا کہ ان کے پاس سبز رنگ کا ایک کتا ہے۔ بات پھسل چکی تھی زبان سے لہٰذا اب اس کی واپسی ناممکن تھی۔ جرمن اس کتے کو دیکھنے پر مصر ہوا۔ شیخ صاحب پریشان ہو گئے۔ میں قریب ہی موجود تھا اس لیے میں نے ان کی مشکل آسان کر دی۔ میں نے کہا یا سیدی! آپ اسے سبز رنگ کا کتا دکھانے کا وعدہ کر لیجیے۔ میں مہیا کروں گا اور میں نے مہیا کر دیا۔"

"تم جھوٹے ہو... تم جھوٹے ہو۔" آوازیں آئیں۔

"اب بھول بھی جاؤ دوستو۔ چلو میں جھوٹا ہی سہی۔"

"نہیں، بتاؤ کہ تم نے سبز رنگ کا کتا کہاں سے مہیا کیا تھا؟"

"میں خود بن گیا تھا کتے کا سیکرٹری، آپ لوگوں نے جاسوسی ناول تو پڑھے ہی ہوں گے۔ ایک بہت بڑے شیخ صاحب کے پیچھے پیچھے گھومتا پھرتا تھا... جرمن نے کہا کہ یہ تو مصنوعی ہے۔ میں اس کا کیمیائی امتحان کراؤں گا... یہ سنتے ہی میں بھونکنے لگا اور لپک کر اس کی ٹانگ پکڑ لی۔ پھر وہ شیخ صاحب کا پیچھا چھوڑ کر بھاگا ہے تو آج تک اس کا سراغ نہیں مل سکا۔"

"نہیں بکواس کرتا ہے۔" آوازیں آئیں۔

"میونسپل کارپوریشن والے گولی مار دیں گے۔ مجھ پر رحم کیجیے۔"

"کچھ پرواہ نہیں... کتا بن کر دکھاؤ۔"

"باسومیا!"

"خاموش رہو... خاموش رہو۔"

عمران دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر ڈرم پر بیٹھ گیا۔

"اٹھو... اٹھو۔" مجمع چیخا "اب کتے کی طرح بھونک کر دکھاؤ۔"

چیف آفیسر چپ چاپ مجمع سے نکلا اور عمران کے قریب کھڑا ہو کر بولا "اس کا سر پھر گیا ہے۔ اب تم لوگ اسے معاف کر دو۔ بہر حال میں تمہیں آگاہ کیے جاتا ہوں کہ ہم کسی ابوظہبی سے مدد لا سکتے ہیں۔"

"ہم کب تک بھیک مانگ مانگ کر کھاتے رہیں گے۔"

"جب تک جہاز مقروض ہے۔" چیف آفیسر جھلا کر بولا۔

"ہم اس کے ذمہ دار نہیں۔"

"اچھا تو تم سب ابوظہبی میں جہاز خالی کر دینا۔ جس کا جہاں جی چاہے چلا جائے۔"

اس جواب پر سناٹا چھا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کی ارواح جسموں کو چھوڑ گئی ہوں۔

اب عمران بھی چیف آفیسر کے برابر کھڑا تھا اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا مجمع کو دیکھے جا رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں عرشہ خالی ہو گیا اور صرف وہی دونوں وہاں کھڑے رہ گئے۔

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" عمران تھوڑی دیر بعد بولا۔

"اپنے کام سے کام رکھو۔" چیف آفیسر بیزاری سے کہہ کر عمران کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

عمران نے کیبن کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ جوزف آتا دکھائی دیا۔ وہ بھی مجمع کے ساتھ ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔

"تم نے دیکھا باس!" وہ قریب آ کر آہستہ سے بولا۔

"کیا دیکھا؟"

"جہاز چھوڑ دینے کی دھمکی ان پر بجلی کی طرح گری تھی۔"

"ہاں... ہاں... تو پھر؟"

"ان میں سے کوئی بھی ٹھیک آدمی نہیں ہے۔"

"میں نے آج تک کوئی ٹھیک آدمی دیکھا ہی نہیں۔"

"تم سمجھے نہیں باس! وہ سب مجرم ہیں۔ وہ اپنے ملکوں کے ساحلوں پر قدم رکھیں تو کسی کو پھانسی ہو جائے گی اور کسی کو عمر قید کی سزا۔"

"اور تم؟"

"میں نے گھس گھس کر ان کے راز لیے ہیں۔ اگر یہ باسومیا والا ہنگامہ چل جاتا تو ان کے بارے میں کچھ بھی نہ جان سکتا۔ سب بہت گھبرائے ہیں۔"

"ہوں تو اب مجھے تیری رکھوالی کرنی پڑے گی۔ پتہ نہیں نشے میں کیا حرکت کر بیٹھے۔"

"کبھی ایسے نشے میں دیکھا ہے مجھے باس!"

"اچھا اب دفع ہو جاؤ... میں بھیک مانگنے کی مشق کرنے جا رہا ہوں۔ ہم بحری یتیم خانے میں آ پھنسے ہیں۔"

● ●

ابوظہبی کی بندرگاہ پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ شیخ ریاست میں موجود نہیں ہے... عملے میں بے چینی پھیل گئی۔

باسومیا عذاب بن گئی تھی... دو تین ترک خلاصیوں کے علاوہ اس غلیظ کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا تھا... یا پھر عمران اس کی تعریفیں کر کر کے ایک ایک کو جلاتا پھر رہا تھا۔

"باس مت کرو..." جوزف نے ایک موقع پر اس سے کہا۔ "وہ سب تمہارے دشمن ہوتے جا رہے ہیں۔"

"میں ہی بھیک مانگنے جاؤں گا ان کے لیے۔" عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے... لیکن..."

"بکواس بند... چلے جاؤ یہاں سے... لیکن ٹھہرو... بجنبر کہاں ہے؟"

"جہاں اسے ہونا چاہیے... اور ہاں باس، ایک بات اور ہے ذرا معلوم تو کرو کہاں تک پہنچے ہیں۔"

"میں پوچھ رہا تھا بجنبر کہاں ہے؟"

"مضطرب نوشی کے کیبن میں... وہاں کے علاوہ اور کہیں نہیں ہوتا۔ نام کا کپتان ہے... سب کچھ چیف آفیسر کرتا ہے... ورنہ ہو تو جہاز ہی غرق ہو جائے۔"

"غرق تو ہو چکا کسی صورت سے۔"

"تو پھر ہم اس پر آئے کیوں تھے؟"

"نوکری کرنے۔ اب اس وحشت میں گزارا نہیں ہوتا۔"

جوزف نے بے اختیاری سے دانت نکالے اور پھر یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔

"ہم... میں یہ کہہ رہا تھا باس... وہ لوگ کہتے ہیں کہ کبھی کبھی ایک بھوت عرشے پر نمودار ہوتا ہے۔"

"اس وقت بھی نمودار ہے اور میرا دماغ چاٹ رہا ہے۔"

"خدا کے لیے سنجیدہ ہو جاؤ باس... وہ کسی ڈوبے ملاح کا بھوت ہے۔"

"امریکہ کی کسی طوائف کا بھی ہو تو مجھے کیا؟"

"اور جب وہ نمودار ہوتا ہے... تو کوئی بھی باہر نکلنے کی ہمت نہیں کرتا۔ تم تصدیق کر لو باس...!"

"جاتا ہے یا جماؤں ایک ہاتھ؟"

"مالک ہو... مار ڈالو... لیکن تحقیقات ضرور کر لو باس۔"

"وہ خود کسی بھوت سے کم ہے؟"

"میں جا رہا ہوں باس... بھوت نات...!"

وہ چلا گیا اور عمران خراب فرشی کے کیبن میں داخل ہوا۔

"کیا ہے؟" برنجر سر اٹھا کر غرایا۔

"میں نے سنا تھا کہ تم پاسولا کی شراب کشید کرنے کو کہتے ہو؟"

"چلے جاؤ... ورنہ سر پھاڑ دوں گا۔"

"کیا تم بھی پاسولا سے ڈر گئے ہو... موسیو برنجر؟"

"میں کہتا ہوں کہ میرا موڈ خراب نہ کرو... جہنم میں جاؤ" پھر بولا۔

"میں نے ابھی کہا تھا کہ کسی بھوت کا تذکرہ سنا ہے؟"

"اوہ" برنجر یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔ پھر غرایا "میں ان۔ حرامزادوں سے تنگ آ گیا ہوں... آخر تم دونوں سے تذکرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی... ڈر کے مارے مر جائے گا... لیکن سنو! وہ مطمئن رہنا اس نے آج تک کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔"

"آپ کون؟ کون بھوت؟"

"ہاں ہے۔ کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے۔ اس نے اکثر طوفانوں میں ہماری مدد کی ہے... ایسے مواقع پر جب جہاز کے تباہ ہو جانے کے امکانات موجود تھے۔ ایک بار میں بہت زیادہ ڈر گیا تھا... ایک جگہ جہاز کا اثر کشن ہو گیا تھا لیکن نکلنے کی جگہ نہ مل رہی تھی... ایسا نہیں کیا، قریب تھا کہ جہاز ایک بہت بڑی چٹان سے ٹکرا جاتا کہ وہ نمودار ہوا اور ایسا معلوم ہوا جیسے اس نے جہاز کی ناک دوسری طرف رکھ دی ہو...!"

"خدا کی پناہ" عمران کے چہرے پر خوفزدگی کے آثار نظر آنے لگے۔

برنجر نے قہقہہ لگایا اور بولا "تم کیوں ڈرتے ہو... جب بھوت کا خطرہ ہو جہاز کے کیبن سے باہر نہ نکلنا۔"

"میں یہی کروں گا جناب عالی، میرا پیشاب خطا ہوا جا رہا ہے۔ لہٰذا اب مجھے اجازت دیجیے!"

برنجر ہنسا اور وہ کیبن سے باہر آ گیا۔

عرشے پر چیف انجینئر کی بیوی سلویا سے مڈبھیڑ ہو گئی اور اس نے ہنس کر کہا "پاسولا پیجر؟"

عمران بھی احمقانہ انداز میں ہنسا تھا۔

"سنا ہے تم تقریر بہت اچھی کر لیتے ہو؟"

"میں بہت زیادہ خائف ہوں مادام۔ کیا آپ تھوڑا وقت مجھے دیں گی؟"

"کیوں نہیں... ضرور... ضرور۔"

"کسی ایسی جگہ چلیے جہاں کوئی ہماری گفتگو میں مخل نہ ہو سکے۔"

"اپنے کیبن میں چلو۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔"

وہ اسے اپنے کیبن میں لائی اور وہ آغاز گفتگو کی منتظر رہی لیکن عمران خیالات میں کھویا ہوا صرف اپنے سر کو جنبش دے رہا تھا۔ "تم کہاں غائب ہو گئے... کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں نے کچھ دیر پہلے... وہ خوفناک باتیں سنی ہیں؟"

"خوفناک... اس جہاز پر کچھ غیر متوقع ہے اور نہ خوفناک۔"

"ایک... وہ... وہ بھوت والی بات۔"

"تم اب بھوت ہی؟"

"نہیں۔" عمران خوفزدگی کا مظاہرہ کرنے کے لیے اچھل پڑا۔ اتنی کامیاب اداکاری تھی کہ وہ بے ساختہ ہنس پڑی... پھر بولی۔ "ہاں ایک بھوت کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے لیکن بے ضرر ہے۔"

"اس کا جہاز پر کیا کام۔"

"وہی جانے... میں کیا بتا سکوں گی۔"

"اچھا دوسری بات مجھے معلوم ہوئی ہے کہ یہاں چھوٹے بڑے تمام سب بہت بڑے بڑے مجرم ہیں؟"

"کیا تم نہیں ہو؟" سلویا نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں تو... میں کیوں ہوتا مجرم؟"

"پھر تم کیوں آ پھنسے ہو؟"

"موسیو برنجر سے ایک نائٹ کلب میں ملاقات ہوئی تھی، جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں ایک بے روزگار ریڈیو آفیسر ہوں تو انہوں نے مجھے ملازم رکھ لیا۔"

"بس تو پھر صبر کرو۔"

"یہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"میں بھی مجرم ہوں... مجھ پر قتل کا الزام ہے اور بالکل درست ہے میں نے اپنے نامعقول شوہر کو قتل کر دیا تھا۔"

"ارے باپ رے۔" عمران اردو میں بڑبڑایا۔

"اگر میں سسلیوں کے ساحل پر قدم رکھوں تو فوراً گرفتار کر لی جاؤں۔"

"آپ کے شوہر نے کون سا جرم کیا تھا؟"

"اسی نے تو میرے اس شوہر کو قتل کیا تھا اور میں اس کی مددگار تھی..." عمران دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟"

"اب شاید میں زندگی بھر شوہر نہ بن سکوں۔"

وہ ہنس پڑی اور بولی: "کچھ اور پوچھنا ہے؟"

"نہیں، بس... شکریہ!"

"ابوخلا کا میرو غائب ہے ریاست سے... اب کیا کرو گے؟"

"بدستور پاسولا کا تابعدار رہوں گا!"

"مجھے تم پر رحم آتا ہے۔ کہو تو دو تین ڈبے مچھلیوں کے دے دوں تمہیں؟"

"میں تازندگی شکر گزار رہوں گا مادام!"

"اس کی ضرورت نہیں، میں کسی وقت پہنچا دوں گی۔"

وہ چلی گئی اور عمران سر کھجاتا رہ گیا۔

ابوخلا میں کچھ سامان اتارا گیا تھا اور کچھ بار کیا جا رہا تھا۔ یہیں لڑکوں کے پاس بیچتے تھے وہ مرغیاں خرید لائے تھے اور انہیں بھون بھون کر کھا رہے تھے! انہیں میں عمران بھی تھا لیکن اس نے اپنی مرغیاں دوسروں کو دے دی تھیں اور خود پاسولا کھا رہا تھا اس طرح اس نے اپنے دو چار طرفدار بھی بنا لیے تھے۔

یہاں جہاز تین دن تک لنگر انداز رہا۔ چوتھے دن عمران نے دیکھا کہ چیف آفیسر اور برنجر کے درمیان تیز تیز گفتگو ہو رہی ہے۔

چیف آفیسر کہہ رہا تھا "میں ابوخلا میں تمہیں جھگڑا منظم کرنے نہ دوں گا!"

"میرے پاس کچھ نہیں ہے۔" برنجر نے میز پر گھونسہ مار کر دہاڑا۔

"بھول جاؤ... اب یہ دھونس نہیں چلے گی۔" چیف آفیسر نے لاپروائی سے کہا اور عمران کی طرف مڑ کر بولا "تم بھی بیٹھ جاؤ۔"

"کیا یہاں میری ضرورت ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"بالکل... مجھے اسے ٹھیک کرنا ہے... وہ اپنی تنخواہیں چاہتا ہے۔"

"میں گولی مار دوں گا۔" برنجر دہاڑا۔

"تم اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہو۔"

"بکواس بند کرو۔" برنجر مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا۔ جیب پر ہاتھ لے جانے کے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

عمران نے چیف آفیسر کو ریوالور نکالتے دیکھا لیکن وہ چپ چاپ بیٹھا رہا۔

"اوہ۔" برنجر کسی زخمی درندے کی طرح غرایا اور اس نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔

چیف آفیسر ہنس کر بولا "ایک دن تو یہ ہونا ہی تھا!"

"اچھا... اچھا... میں دیکھوں گا۔"

"فی الحال یہاں سے اٹھو اور اپنے رہائشی کیبن میں چلو!" چیف آفیسر نے سختی سے کہا۔

عمران کے چہرے پر خوف کے آثار تھے اور وہ سہمی ہوئی نظروں سے چیف آفیسر کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

کیبن سے نکلتے نکلتے چیف آفیسر نے عمران سے کہا "تم یہیں میرا انتظار کرو۔"

"ب... بہت اچھا۔" عمران نے ہچکچاتی ہوئی آواز میں کہا اور جب وہ دونوں باہر چلے گئے تو عجیب سا منہ بنا کر سر کھجانے لگا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک سی لہرائی۔

اسے پندرہ منٹ تک چیف آفیسر کی واپسی کا منتظر رہنا پڑا تھا۔ وہ آیا اور سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چہرہ پرسکون تھا۔ ایسا قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ دیر پہلے جارحانہ موڈ میں تھا۔

"میں تمہیں بہت پسند کرتا ہوں...!" کچھ دیر بعد اس نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب تم مجھے ہی انچارج سمجھو۔ میں نے برنجر کو اس کے کیبن میں قید کر دیا ہے۔"

"آپ نے بہت اچھا کیا جناب عالی!" عمران نے بڑے ادب سے کہا "میں تو سسلین کا بڑا خیال رکھتا ہوں۔"

"میں بھی ایسا قدم نہ اٹھاتا، لیکن مجھے شبہ ہے کہ برنجر نے تم سے پہلے والے ریڈیو آفیسر کو قتل کر دیا ہے۔"

"ارے باپ رے۔" عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ جانے کے بعد ہانپنے لگا۔

"بیٹھ جاؤ۔"

"م... میں... جناب عالی۔"

"نہیں ایسا کوئی حادثہ پیش نہیں آ سکتا۔ مطمئن رہو۔ آہستہ آہستہ تمہیں سارے حالات سے آگاہ کر دوں گا۔ یہاں کوئی کسی پر اعتماد نہیں کرتا لیکن میں تمہیں قابل اعتماد سمجھتا ہوں۔"

"میں آپ کا شکر گزار ہوں جناب عالی!"

"وہ سیاہ فام جوزف کیسا آدمی ہے؟"

"بس اسے یہ بتا دیجیے کہ اب آپ کپتان ہیں، اس کی وفاداری آپ کی طرف منتقل ہو جائے گی۔"

"کم از کم دو ایسے آدمی ضرور ہونے چاہئیں جن پر اعتماد کر سکوں..."

"میری طرف سے مطمئن رہیے۔"

"گڈ... اب تم اپنے کیبن میں جاؤ اور جوزف کو یہ بتا کر میرے پاس بھیجو کہ اب میں ہی کپتان ہوں!"

◆ رات گئے کسی نے عمران کے کیبن کے دروازے پر دستک دی اور اس نے خوفزدہ آواز میں پوچھا "بھائی تم کپتان والے بھوت تو نہیں ہو؟"

جواب میں اسے جوزف کی آواز سنائی دی تھی۔

اس نے دروازہ کھولا اور جوزف آہستہ سے بولا۔ "وہ تمہیں پکار رہا ہے باس۔"

"کون ۔ ؟"

"چیف آفیسر۔"

"میں چل رہا ہوں ۔۔۔ برزنجر کی بیوی کو کیا ہوا؟"

"وہ بدستور وہیں ہے جہاں تھی اور مجھے وہ ناگن [illegible] انجام ہوئی پڑی تھی۔"

"چیف آفیسر کہاں ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"پہلے میری ایک بات سن لو باس۔"

"کہو جلدی سے۔"

"میں نہیں جانتا کہ تم کس چکر میں ہو لیکن یہ مہم جان لیوا بھی ہو سکتی ہے۔"

"خاموش رہو۔"

"مجھے صرف تمہاری فکر ہے باس۔ میرا کیا ہے جس وقت چاہوں مر جاؤں۔"

"میری اجازت حاصل کیے بغیر تم نے اگر مر جانے کا ارادہ بھی کیا تو ہمیشہ زندہ رہنے پر مجبور کر دوں گا۔"

"وہ کیسے باس؟"

"ایسی موت ماروں گا کہ تم بھوت بن جاؤ گے۔"

"نہیں باس۔ بدروح نہ بناؤ۔" جوزف کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "وہ زندگی تو ہوتی ہے لیکن میں ایسی زندگی کو زندگی نہیں سمجھتا جس میں پی نہ سکوں۔"

"میں نے پوچھا تھا چیف آفیسر کہاں ہے؟"

"کنٹرول روم میں ہے اور مجھ پر بہت زیادہ مہربان ہے۔ گوشت کا ایک ڈبہ بھی مجھے دیا تھا۔"

"آہستہ بولو۔"

"اب جاؤ ۔۔۔ باس ۔۔۔ وہ کوئی بڑی سازش کر رہا ہے۔"

عمران کنٹرول روم میں پہنچا۔ چیف آفیسر اس کا منتظر تھا۔ وہ اسے ساتھ لے کر خراب روشنی والے کیبن میں آیا۔

"کتنا اداس لگ رہا ہے کیبن۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"مجھے بھی افسوس ہے۔" چیف آفیسر نے کہا۔ "لیکن یہ اقدام ضروری تھا ۔۔۔ علم بغاوت پر آمادہ ہو گیا تھا۔"

"لیکن اس اقدام سے فائدہ کیا ہو گا؟"

"ٹھہرو ۔۔۔ بتاتا ہوں۔" چیف آفیسر نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ عمران کے اندازے کے مطابق وہ غالباً یہ دیکھنے گیا تھا کہ آس پاس کوئی موجود تو نہیں۔ واپسی پر اس نے بڑی احتیاط سے دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔ پھر اس نے اپنے لیے ایک بوتل کھولی "۔۔۔ کیا یہ سچ ہے کہ تم نہیں پیتے؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں ۔ میں نہیں پیتا۔"

"تمباکو بھی نہیں؟"

عمران نے نفی میں جواب دیا۔ چیف آفیسر بولا۔ "مجھے با اصول لوگ پسند ہیں، ان پر کسی بھی معاملے میں اعتماد کیا جا سکتا ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ چیف آفیسر نے اپنے لیے ایک گلاس تیار کیا اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا۔

"برزنجر بہت بڑا آدمی ہے۔" کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "[illegible] ظاہر ہے لیکن اس کی بیوی حیرت انگیز ہے۔ اس نے اس کے ہونٹ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ جڑوا دیے اور وہ اس کے ساتھ خوش ہے۔"

"کیا اس نے تمہیں یہی بتایا ہے؟"

"ہاں ۔ اور یہی نہیں بلکہ کبھی اسے محبوبہ کہتا ہے اور کبھی بیوی۔"

"وہ جھوٹا ہے ۔۔۔ نہ وہ اس کی بیوی ہے اور نہ محبوبہ بلکہ اس جہاز کی مالک ہے۔"

"خدا کی پناہ۔"

"اسی جہاز میں کہیں لاکھوں ڈالر موجود ہیں اور ہم بھکاریوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کئی بار ہمیں عرب شیوخ کی خیرات پر گزارا کرنا پڑا ہے۔"

"آخر ایسے نامعقول جہاز پر آپ لوگوں نے ملازمت کیوں جاری رکھی ہے؟"

"ہم جائیں بھی تو کہاں جائیں۔ ہم سب بہت بڑے بڑے مجرم ہیں اور اپنے ملک میں داخل نہیں ہو سکتے کبھی اس جہاز پر ۔۔۔ قاعدے کے لوگ بھی رہے ہوں گے لیکن برزنجر جتنا بہت نہیں الگ کر کے ان کی کمی ایسے ہی مجرموں سے پوری کرتا رہا ہے اور اب ایک بھی ایسا نہیں جس کا ماضی داغدار نہ ہو۔"

"اس نے آخر ایسا کیوں کیا؟"

"محض اس لیے کہ ہم سے زرخرید غلاموں کا سا سلوک کر سکے۔ ہم اس کے رحم و کرم پر رہتے ہیں۔"

"ملا کر برزنجر کی گردن کاٹ لیتے۔"

"اب بھی کر گزرے گا لیکن اس سے پہلے میں ان لاکھوں ڈالروں پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں جو اس نے ہماری محنت اور پسینے کی کمائی کاٹ کاٹ کر جمع کیے ہیں۔ ہم کسی سے فریاد بھی تو نہیں کر سکتے۔"

"واقعی فکر کی بات ہے۔"

"اب ہم دونوں کو مل کر اس خزانے کو تلاش کرنا ہے۔"

"برزنجر کو ہی گولی مار کر کیوں نہ معلوم کریں؟" عمران نے مشورہ دیا۔

"وہ بہت چڑچڑا آدمی ہے۔ تم اسے قتل کر دو لیکن اس سے اعتراف نہیں کرا سکو گے۔"

"پہلے تو پھر تلاش کریں۔"

"اس وقت نہیں۔"

"جیسے آپ کی مرضی ۔۔۔ میں پوری طرح آپ کا ساتھ دوں گا۔ کیونکہ خواہ مخواہ اس مصیبت میں آ پھنسا ہوں۔"

"اور سنو ٹرانسمیٹر خود اسی نے بیکار کر دیا ہے۔ ایسے رسیور میں کوئی خرابی نہیں اور بدستور کام کر رہا ہے۔"

"بات اب کچھ میری سمجھ میں آ رہی ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"آ جائے گی سمجھ میں ۔۔۔ وہ دراصل چیف انجینئر کی بیوی سلویا سے ہوشیار رہنا ۔۔۔ بہت چالاک عورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ دونوں بھی اس پر یقین رکھتے ہیں کہ برزنجر کا ذاتی سرمایہ جہاز ہی کے کسی حصے میں پوشیدہ ہے۔"

"وہ تو سب ٹھیک ہے جناب لیکن جہاز اگر کسی مصیبت میں پڑ جائے تو ہم کسی کو مدد کے لیے بھی نہیں بلا سکیں گے اس لیے ٹرانسمیٹر کا مسئلہ تو جلد ہی حل ہونا چاہیے۔"

"برزنجر کے علاوہ اور کوئی اسے ٹھیک نہیں کر سکتا وہ اعلیٰ درجہ کا ایک ماہر انجینئر بھی ہے۔"

"میاں [illegible] کی بندگی ہو پر کبھی کوئی [illegible] ایسا آدمی [illegible] ۔۔۔ سنو دوست، یہ بھی سوچ لو کہ [illegible] جب بھی ہمارے ہاتھ میں کوئی معقول رقم ہو گی یہ کام [illegible] ہونے سے رہا۔ اگر یہاں [illegible] کسی کو معلوم ہو گیا کہ جہاز ٹرانسمیٹر سسٹم [illegible] تو ہم یہاں سے نکل نہ سکیں گے۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔" عمران پر تفکر لہجے میں بولا۔

"تم ہی فکر کرو۔ مجھے سمندری کا باشندہ سمجھو۔ میں جانتا ہوں کہ کب جانے دینے کا خطرہ ہے ۔۔۔ اور پھر یہ کام تو ہمیں ہی انجام دینا ہے بس تم۔ سلویا اور چیف انجینئر سے ہوشیار رہنا۔"

"آپ بالکل مطمئن رہیے۔ وہ میری ہمدردیاں حاصل نہ کر سکیں گے۔" عمران نے کہا۔

"مجھے تم سے یہی امید ہے ———— میں آنکھوں کی بناوٹ کے اندازے سے معلوم کر سکتا ہوں کہ کون کیسا ہے۔ تم ایماندار آدمی ہو ۔۔۔ اور اب جو کچھ کرنے جا رہے ہو صرف دو میلوں کی بہتری کے لیے ہے۔" پھر اس گفتگو کا اختتام اس طرح ہوا کہ کسی نے کیبن کے دروازے پر دستک دی۔

"دیکھو کون ہے۔" چیف آفیسر آہستہ سے بولا۔ عمران نے اٹھ کر دروازہ کھولا ۔۔۔ اور چیخ مار کر پیچھے ہٹ آیا۔

"کیا بات ہے؟" چیف آفیسر بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بھوت ۔۔۔ بھوت۔" عمران کانپ رہا تھا۔

"بھوت نہیں ۔۔۔ جوزف جناب۔" دروازے کے باہر سے آواز آئی۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ اندر آؤ۔" چیف آفیسر نے بیٹھتے بیٹھتے کہا۔

"جوزف ۔۔۔ لاحول ولا قوۃ۔۔۔" عمران کھسیانی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "جانے تم رات کو سفید کپڑے ہی کیوں پہنا کرو۔ خود تو تاریک پس منظر میں غائب ہو جاتے ہو ۔۔۔ اور صرف کپڑے نظر آتے رہتے ہیں۔"

"کیا ہے، کیوں آئے ہو؟" چیف آفیسر نے اس سے پوچھا۔

"چیف انجینئر کی بیوی ۔۔۔ مسٹر عمران کا انتظار ان کے کیبن میں کر رہی ہے۔"

"اس کو کہیں بھیج دو۔" عمران بولا۔

"نہیں جانا ٹھیک نہیں ہے۔" چیف آفیسر نے کہا۔

"عورت کو مجھے عورتوں سے بڑی ڈر لگتی ہے۔" عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اچھا تم بھی چلو۔"

"نہیں ۔ صرف تم جاؤ گے۔" چیف آفیسر ہنس کر بولا۔

"ب ۔ بہت اچھا۔" عمران کی آواز کانپ رہی تھی اور جوزف اسے حیرت سے دیکھے جا رہا تھا۔

"لیں جاؤ۔" چیف آفیسر اٹھتا ہوا بولا۔ کیبن سے باہر نکل کر اس نے جوزف سے کہا۔ "تم میرے کیبن کے دروازے پر اس وقت تک ٹھہرے رہنا جب تک کہ وہ چلی نہ جائے۔"

"اوہ تو کیا باس تم سچ مچ عورتوں سے ڈرتے ہو؟"

"تیری طرح سیاہ فام ہوتا تو ہرگز نہ ڈرتا۔ [illegible]"

"میں نے چیف آفیسر سے صاف صاف کہہ دیا تھا ۔۔۔ وہ بھی مہربان ہے لیکن میری ڈیوٹی تبدیل کرنے سے انکار کر دیا ہے ۔۔۔ خدا ایسی لڑکی دشمن کو بھی نہ دلائے۔"

سلویا دروازے ہی پر کھڑی ملی تھی۔ وہ دونوں کیبن میں آئے۔ سلویا نے مڑ کر دروازہ بند کیا اور اسے بولٹ کرتی ہوئی بولی۔ "میں نے تم سے پچھلے پہر کے ڈنر کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی اسی وقت آ پایا۔"

"بہت بہت شکریہ، آج رات میں نے کچھ نہیں کھایا۔"

"پاستا کا فاقہ ہو گیا۔"

"وہ تو میں نے تمہیں برزنجر کو خوش رکھنے کے لیے کیا تھا۔"

"اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

"معلوم نہیں۔"

"چیف آفیسر اب تم سے بہت خوش معلوم ہوتا ہے۔"

"کوئی شخص بھی مجھ سے زیادہ دیر تک ناواقف نہیں رہ سکتا۔"

"میرا خیال ہے کہ تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں نے اتنی معصومیت کسی مرد کی آنکھوں میں نہیں دیکھی۔"

"میرے بعض بے تکلف دوست مجھے آدھی عورت کہتے ہیں۔"

"احمقوں کی سی باتیں نہ کرو۔" وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دبا کر ہنستی ہوئی بولی...

"تم۔ تم گدھے ہو... یعنی کہ... تم بچھلوں کے ڈبے۔"

"اس قبیلے میں ہیں۔"

"شش شکریہ۔ کیا میں کیا اظہار کروں... بہت اچھا بولا" عمران نے کہا... پھر اس نے جیسے ایک آنسو نکال کر رومال پر رکھتے ہوئے کہا۔ "آپ بہت نیک دل خاتون ہیں۔"

"میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔"

"شش۔ شکریہ۔"

وہ ہٹ کر سامنے کی میز کی ایک چھوٹی سی تھیلی نکال لائی اور دستے میں ڈالتی ہوئی سوچتی ہوئی بولی۔ "میرا شوہر بزدل ہے۔"

"لل... لیکن... آپ تو کہہ رہی تھیں کہ اس نے آپ کے شوہر کو قتل کیا تھا؟"

"وقتی جوش تھا۔ میرے حصول کا بھوت سوار تھا سر پر۔ اب تو وہ اس پچھتاوے کو یاد کر کے بے ہوش ہو جایا کرتا ہے۔"

"یہ تو کوئی اچھی علامت نہیں ہے کہ آدمی گزرے ہوئے واقعات کو یاد کر کے بے ہوش ہو جائے۔"

"بہرحال۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "مجھے ایک مضبوط سہارے کی ضرورت ہے۔ اب تم ہی ہو۔ تم ایسے آدمی ہو جو میری حفاظت کر سکتے ہو۔ یہ میرا اپنا ملکہ رکھا تھا کہ اتنے بدمعاشوں میں گھری ہونے کے باوجود بھی محفوظ ہوں۔"

"واقعی قابل پرستش ہیں آپ۔" عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیا مطلب؟"

"خود بھی بدمعاش ہونے کے باوجود دوسروں کو بدمعاش کہہ سکتی ہیں۔"

"پھر بے غیرتی کرو۔ میں نے ایک بڑے آدمی سے پیچھا چھڑانے کے لیے قتل کی سازش کی تھی۔"

"اس قصے کو ختم کیجیے۔ میں آپکا ممنون ہوں کہ آپ نے بچایا۔"

"تم بھی اب اس کا حوالہ دو نہ۔ اب تک میرے پاس اسٹاک موجود ہے تم پاس آیا نہیں کھاؤ گے۔"

عمران نے اس پر صرف ٹھنڈی سانس لی تھی۔ کچھ بولا نہیں تھا۔ وہ کچھ دیر بعد خوابناک سی آواز میں بولی۔ "کیا میں کسی بھی معاملے میں تم پر اعتماد کر سکتی ہوں؟"

"الگ۔ کیا مطلب؟"

"ڈرو نہیں۔ موجودہ شوہر کے قتل کا منصوبہ نہیں بنا۔"

وہ کھلکھلاتی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولی۔

عمران نے پھر طویل سانس لی اور بولا۔ "خدا کا شکر ہے۔"

"اچھا ایک بات بتاؤ۔ کیا تمہیں بزدلی سے نفرت نہیں ہے؟"

"بہت... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک ایسے آدمی کے لیے میرا کیا رویہ ہونا چاہیے جو ٹریجڈی ہیرو بن کر چپے چپے وادی کا وعدہ کر کے لایا... اور..."

"ارے تم اس کا حال بھول جاؤ۔"

"پھر آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟"

"اس نے مجھے پناہ دی تھی۔"

"چلیے! میں اسے بھی تسلیم کرتا ہوں۔ پھر؟"

"جیسے نفیس اس سے بھی برا آدمی ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ ابھی کچھ ہی دیر پہلے وہ مجھے دھمکیاں دے رہا تھا کہ اگر تم نے بزنس کی خریداری کی تو گولی مار کر سمندر میں پھینک دوں گا۔"

"پھر تم نے کیا کہا؟"

"میں کیا کہتی۔ بس یہی سوچ رہی تھی کہ ہاں میں ہاں ملاتی رہی۔"

"اس نے کچھ سوچ کر بھی ہمدردی میں بزنس کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا اس کی کچھ اور ہی وجہ ہے۔"

"جہنم میں جائے۔ میں ان خرافات میں سر نہیں کھپانا چاہتا۔"

دفعتاً کسی نے دروازہ تھپتھپانا شروع کر دیا۔

"کون ہے؟" عمران نے جھپٹ کر دروازے کے قریب پہنچتے ہوئے پوچھا۔

"بھ... بھ... بھوت...!" باہر سے جوزف کی آواز آئی تھی۔

عمران نے دروازہ کھولا اور دروازے کے کھلتے ہی ساتھ جوزف بھی اندر کی طرف لڑھکتا ہوا آیا اور فرش پر جا پڑا۔

"ارے۔ یہ تو بے ہوش ہے...!" سلویا گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"میں دیکھتا ہوں۔" کہتے ہوئے عمران نے باہر جانا چاہا لیکن سلویا نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہیں... وہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔" وہ کانپتی ہوئی سی آواز میں بولی۔ "باہر مت جاؤ۔"

اور پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور چٹخنی چڑھا دی۔

"کیوں! تم مجھے باہر کیوں نہیں جانے دیتیں؟" عمران نے پوچھا۔

"آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کوئی اس کی موجودگی میں باہر نکلنے کی

دیرپا قدرتی رنگ
پون® ہیئر کلر کے سنگ
اس کے استعمال کے بعد کسی قسم کا کنڈیشنر لگانے کی ضرورت نہیں!
ہر قسم کے بالوں کے لئے بے ضرر
سو فیصد الرجی سے محفوظ
سو فیصد دیرپا رنگ
A- نیچرل بلیک
B- میڈیم براؤن
C- ڈارک براؤن
تین مختلف رنگوں میں دستیاب
جاپان میں بنا ہوا اب پاکستان میں بھی دستیاب ہے!
پون® پاؤڈر ہیئر کلر
KIMCO

Donot forget me the, link of any new imran series

بھوت کرسکتا ہو؟"

"ہوسکتا ہے تمہیں جانتے ہوں… میں نے آج تک کوئی بھوت نہیں دیکھا۔" عمران بچوں کے سے انداز میں گھگھیایا۔

"تم عجیب آدمی ہو۔ پہلے اس کی خبر لو۔" سلویا نے جوزف کی طرف دیکھ کر تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"مرنے کے بعد اسے بھی بھوت ہی بن جانا ہے۔" عمران بڑبڑایا۔

"فضول باتیں مت کرو۔"

وہ جوزف کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگی تھی دفعتاً تیز قسم کی گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ اور پھر سناٹا چھا گیا۔

"یہ گھنٹی کیسی تھی؟" عمران نے پوچھا۔

"دوسروں کو بھی خبردار کیا گیا ہے کہ… وہ باہر نہ نکلیں۔"

"باقاعدہ تم کو بھوت معلوم ہوتا ہے؟"

وہ کچھ نہ بولی… بدستور جوزف کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرتی رہی دفعتاً عمران اچھل پڑا۔

"یہ… یہ… سائرن کیوں ہوا ہے… جہاز بھی حرکت میں آگیا ہے؟"

سلویا بھی سیدھی کھڑی ہوگئی تھی اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکانے جارہی تھی۔ گھنٹی بجتی ہی رہی۔

"اس کا کیا مطلب ہے…؟" سلویا گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "خدا کی پناہ تو کیا… لیکن…؟"

وہ دروازے کی طرف بڑھی… لیکن پھر رک گئی اور مڑ کر بے بسی سے عمران کی جانب دیکھنے لگی۔

عمران کا اندازہ تھا کہ وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہے لیکن وہ ذہنی طور پر فیصلہ نہ کرسکا کہ وہ اداکاری کے جوہر تو نہیں دکھا رہی ہے۔

"کیا بات ہے۔" عمران نے بھی خوفزدہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔ "گھنٹی کی آواز… اور جہاز کی حرکت۔" وہ اس طرح بولی جیسے خود سے مخاطب ہو۔

"تم کس سے باتیں کر رہی ہو؟"

وہ کچھ کہنے والی تھی کہ جوزف نے کراہ کر کروٹ لی پھر وہ دونوں تیزی سے اس کے قریب پہنچے تھے۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ "کیا بات ہے؟" عمران نے اس کے شانے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"بھوت… بھوت؟"

"تو… یہاں ہیں…؟" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

جوزف کے ہونٹ ہلے آواز نہ نکلی۔ اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

گھنٹی اب بھی بج رہی تھی… عمران نے پھر دروازے کی طرف بڑھنا چاہا لیکن سلویا نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"احمق نہ بنو… پہلے اس سے معلوم کرو کیا بات تھی؟"

"اچھا تو تم ہی پوچھو نا۔" عمران جوزف کو گھونسہ دکھاتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

"سفید… سفید… سفید…!" جوزف کی آواز کانپ رہی تھی۔ "یقین کرو… جب وہ میرے پاس سے گزر رہا تھا تو اس کے جسم سے چنگاریاں اڑ رہی تھیں… اور جہاز… دیکھو… یہ جہاز حرکت کر رہا ہے۔"

"گھنٹی سے تم کیوں نہیں؟"

"ہپ… بھوت کو…؟"

"بکواس بند کرو… میں خود دیکھوں گا اس بھوت کو۔" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف جھپٹا چلا گیا… پھر جتنی دیر میں سلویا اس تک پہنچتی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل چکا تھا۔

چاروں طرف اندھیرا نظر آیا لیکن وہ بندرگاہ کی دور ہوتی ہوئی روشنیاں صاف دیکھ سکتا تھا۔ دفعتاً وہ بڑی پھرتی سے لیٹ گیا اور پیٹ کے بل کھسکتا ہوا کنٹرول روم کی طرف بڑھنے لگا۔

عرشے پر بھی کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر کی روشنی باہر کے اندھیرے میں چوکور سا مستطیل بنا رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ بڑھتا رہا… گھنٹی کی آواز اب بھی گونج رہی تھی۔

عمران کنٹرول روم کے قریب رک گیا۔ دروازے میں داخل ہونے سے پہلے اسے روشنی میں آنا پڑتا۔ بہرحال قدم سوچے سمجھے بغیر نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔

مڑ کر دیکھا… لیکن اندھیرے کے علاوہ اور کچھ نہ نظر آیا… شاید سلویا کیبن سے نکلنے کی ہمت نہیں کرسکی تھی۔ اس کے زرد چہرے سے ہی معلوم ہوتا تھا جیسے اتنی دیر تک گھنٹی بجتے رہنا اس کے لیے کوئی نئی بات ہو۔

گھنٹی کی آواز اس وقت ختم ہوئی تھی جب بندرگاہ کی روشنیاں نظر آنی بند ہوگئی تھیں۔ ساتھ ہی روشنی کا وہ مستطیل بھی غائب ہوگیا تھا۔

عمران کھسک کر برابر سے جا لگا تھا… اتنے میں کوئی دوڑتا ہوا اس کے قریب سے گزرا… پھر کوئی دوسرا گزر رہا تھا کہ عمران کی ٹانگ بے ساختہ انداز سے چل گئی… اور وہ سراسر… دھڑام سے گرا۔ گرنے کی آواز خاصی وزن دار تھی۔

عمران نے اس پر چھلانگ لگائی… ٹھیک اسی وقت سارے جہاز کی روشنیاں جاگ اٹھیں۔

mimranmalik@gmail.com

"ارے… ارے…!" عمران کے نیچے دبے ہوئے آدمی نے اسے جھٹک دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔"

یہ چیف آفیسر تھا۔

"تم… صاحب کیسے ہو جناب…؟" عمران ہکلاتا ہوا اٹھ کر گڑگڑانے لگا۔ "غ… غلطی ہوگئی۔"

"گدھے ہو۔" چیف آفیسر پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"آپ بھی پاگل ہو جاتے۔" عمران نے بھی سر پیٹ کر کہا۔ "میں تو اس بھوت کو پکڑنے نکلا تھا۔"

"تم پاگل ہی ہو چکے ہو۔" چیف آفیسر کا لہجہ خشمگیں تھا… پھر اس نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔ "چلو میرے ساتھ…"

وہ اسے عرشے پر ایک کیبن میں لایا۔

"یہیں بیٹھو… میں ابھی آیا۔" اس نے عمران کا شانہ تھپک کر کہا… اور باہر نکل گیا… عمران نے محسوس کیا کہ وہ کیبن کا دروازہ باہر سے مقفل کر گیا ہے… پھر اس نے اس کی تصدیق بھی کر لی… وہ ٹھنڈی سانس لے کر کرسی کی طرف پلٹ آیا۔ شاید پانچ منٹ کے بعد چیف آفیسر دوبارہ کیبن میں داخل ہوا تھا۔

"تم وہاں… کیا کر رہے تھے…؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"میں پاگل ہوگیا ہوں۔" عمران نے بے بسی سے ہتھیلیاں پھیلا کر کہا۔ چیف آفیسر ہنسنے لگا… پھر اس کا شانہ سہلاتا ہوا بولا۔ "واقعی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ میں نے تمہیں ہدایت کی تھی کہ بھوت کے وقت سے باہر نہ نکلنا۔"

"میں نہ نکلتا لیکن حالات نے مجبور کردیا۔"

"کیسے حالات…؟"

"وہ احمق عورت مجھے آزمانے کی کوشش کر رہی تھی۔" عمران نے آہستہ سے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں؟ کیوں؟" چیف آفیسر کے لہجے میں حیرت تھی۔

عمران نے سلویا کی کہانی شروع کردی اور جوزف کے بے ہوش ہوجانے والے واقعے تک پہنچ کر خاموش ہوگیا۔

"کیوں؟ آگے کہو پھر کیا ہوا؟" چیف آفیسر مضطربانہ لہجے میں بولا۔

"کیا یہ ممکن نہیں کہ سلویا کا شوہر ہی بھوت بن کر سیر کرتا ہو… خزانہ تلاش کرنے نکلتا ہو؟"

اس پر چیف آفیسر نے زوردار قہقہہ لگایا… لیکن پھر سنجیدگی اختیار کرتا ہوا بولا۔ "ٹھہرو… مجھے سوچنے دو۔"

عمران احمقانہ انداز میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جلدی جلدی پلکیں جھپکاتا رہا۔

"سنو۔" چیف آفیسر کچھ دیر بعد بولا۔ "کیا تم وہاں دوڑتے ہوئے پہنچے تھے…؟"

"نہیں تو! میں تو چوروں کی طرح رینگتا ہوا کنٹرول روم کی طرف آیا تھا۔"

"لیکن میں نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنی تھی۔" چیف آفیسر جھنجھلائی ہوئی آواز میں بولا اور مضطربانہ انداز میں آنکھیں گھمانے لگا۔

"میں نے اسے بھی ٹانگ مارنے کی کوشش کی تھی… لیکن بچ گیا۔" عمران پُرحسرت لہجے میں بولا۔

"کیا…؟" چیف آفیسر اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ "خدا کے لیے مجھے بتاؤ وہ کون تھا؟"

"جناب عالی! کیا میں نے اُسے پہچان کر ٹانگ ماری تھی… اتنے اندھیرے میں دیکھ سکتا تو کیا مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوتی۔"

"اوہ… تو تم اسے نہیں دیکھ سکے تھے۔" اس نے مایوسانہ لہجے میں کہا اور پھر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ "تمہارا شبہ غلط ہے… سلویا اور اس کا شوہر اس وقت جہاز پر نہیں تھے جب سے بھوت نے نمودار ہونا شروع کیا ہے۔"

"جہنم میں جائے۔" عمران اپنے بال نوچتا ہوا بولا۔ "پہلے میں اسے بحری بھتنا ہی سمجھا تھا… لیکن یہ جہاز تو عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے۔" وہ ہنسنے لگا اور بولا۔ "ہو سکتا ہے وہ دوسرا آدمی تمہارا دوست جوزف رہا ہو۔"

"وہ تو بے ہوش پڑا تھا۔"

"بہرحال وہ بھی تمہاری ہی طرح کا کوئی بے وقوف رہا ہوگا۔"

"لیکن… یہ جہاز بندرگاہ چھوڑ چکا ہے؟"

"میں تمہیں بھی آزمانا چاہتا ہوں کہ یہ سب اسی بھوت کا کارنامہ ہے۔"

"کیا مطلب؟" عمران چونک کر بولا۔

"میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک گھنٹی بجنے لگی اور جہاز حرکت میں آگیا… یہ میری فسٹ ڈیوٹی تھی… میں بھوت کی پرواہ کیے بغیر کنٹرول روم کی طرف بھاگا… وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔"

"لیکن پھر آپ وہاں سے نکل کر بھاگے کیوں تھے؟"

"میں بہت زیادہ خائف ہوگیا تھا۔"

"بقیہ لوگ کہاں ہیں؟"

"اب وہ سب باہر آگئے ہیں۔ گھنٹی بھوت کے نمودار ہونے کی علامت ہے… اس وقت کوئی بھی باہر ٹھہرنے کی ہمت نہیں کرتا۔"

"گھنٹی کون بجاتا ہے؟"

"گھنٹی... مگر تم پورے جہاز میں کوئی ایسی گھنٹی تلاش کر دو جس کی آواز اس قسم کی ہو تو میں تمہیں سو ڈالر انعام دوں گا۔"

"تو کیا یہ گھنٹی بھی...؟"

"اس سے ایک عجیب کہانی وابستہ ہے۔ کینیڈا کا وہ آدمی اسی جہاز کا ایک آفیسر تھا... اس کے پاس ایک گھنٹی تھی جسے وہ روزانہ شام کو بجایا کرتا تھا... اس کے بیان کے مطابق وہ گھنٹی کسی بھوت کی تھی۔"

"بھوت کی گھنٹی۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "یہ تو کسی ہوائی ناول کا نام بھی ہو سکتا ہے۔"

"بے حد مضحکہ خیز بات۔" چیف آفیسر ہنس کر بولا۔ "پتہ نہیں کیوں کمبخت بجا کر کسی بھوت پر سرقت تھے۔ پچھلے موسم گرما کو وہ گھنٹی بجا ہی رہا تھا جب اسے گولی لگی۔"

"کیا وہ کسی جہاز پر گھنٹی بجا رہا تھا؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ اپنے گھر میں... دراصل کوئی اور بھی اسے چاہتا تھا جسے وہ لفٹ نہیں دیتی تھی۔ وہ جہازی آفیسر اس وقت اس کے پاس ہی موجود تھا... اس نے اسے مرتے دیکھا۔ وہ لڑکی اور اپنی یادگار گھنٹی چھوڑ گئی... لوگ کہتے ہیں کہ یہ اسی گھنٹی کی آواز ہے... ایک شام اسی جہاز پر جب وہ گھنٹی بجا کر رو رہا تھا تو پتہ نہیں سمندر کی سطح پر کیا دکھائی دینے لگا۔ میں آ رہا ہوں... میں آ رہا ہوں۔ اور پھر اس نے گھنٹی سمیت سمندر میں چھلانگ لگا دی۔"

"مضحکہ خیز تھا۔" عمران حماقت میں غوطہ لگا کر بولا۔ "اگر گھنٹی چھوڑ گیا ہوتا تو پھر کون اسے بجایا کرتا۔"

"تمہیں یقین نہیں آیا اس کہانی پر؟" چیف آفیسر نے کہا اور قہقہے لگانے لگا۔

اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کم ان۔" چیف آفیسر تیز لہجے سے بولا۔

اندر آنے والا سیکنڈ آفیسر تھا... اسے دیکھتے ہی چیف آفیسر بولا۔ "بھوت نہیں جانتا تھا کہ جہاز ابوظہبی میں ٹھہرا ہے۔ لہٰذا اس کی روانگی کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔"

"ول... لیکن جناب عالی۔" سیکنڈ آفیسر ہانپتا ہوا بولا۔ "ہم یہاں سے آگے جا رہے تھے پیچھے نہیں..."

"کیا مطلب۔" چیف آفیسر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"جہاز واپس ہو رہا ہے پھر مشرق کی طرف جا رہا ہے۔"

"ناممکن۔"

"آپ خود جا کر دیکھ لیجئے۔"

چیف آفیسر عمران سے مزید کچھ کہے بغیر کیبن سے نکل گیا۔

سیکنڈ آفیسر بھی اس کے ساتھ ہی گیا تھا۔

عمران کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ سر ہلاتا ہوا اٹھ گیا۔

اسے اپنے کیبن کا دروازہ کھلا ہوا ملا تھا۔ جوزف ابھی تک وہیں تھا البتہ سلویا جا چکی تھی۔

"گنگ کیا ہوا باس؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"بھوت کی گھنٹی ہاتھ آتے آتے رہ گئی..."

"وہ گھنٹی میں نہیں تھا باس... سفید لبادہ۔"

"بکواس نہ کر... سلویا کہاں گئی؟"

"اچھا ہوا چلی گئی وہ حرامزادی... ورنہ..."

"ورنہ کیا ہوتا...؟"

"باس وہ حرافہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ مجھے افریقہ کے سیاہ فام مرد بہت اچھے لگتے ہیں؟"

"پھر تو نے کیا کہا...؟"

"میں نے کہا کہ چلی جاؤ سفید چڑیل ورنہ میں اپنا گلا گھونٹ لوں گا۔"

"شاباش... تو نرا بچہ ہے... خدا عمر میں برکت دے... سفید چڑیلوں سے اگر اتنا مناسب نہیں ہوتا... یہ اس وقت بہت خطرناک ہوتی ہیں جب تم ان کا غصہ خود اپنی ذات پر اتارو۔"

"مم، مگر، بھوت...!"

"تیرے حصے میں چڑیل آئی تھی... لیکن بھوت میرا حصہ بن گیا... اچھا اب خبردار جو کیبن کے باہر اب چلتے پھرتے نظر آؤ۔"

"میں اپنے کیبن میں تنہا نہیں سو سکوں گا باس۔"

"میں ایک ایکسٹرا بلا دے دیتا ہوں چپ چاپ کھسک جاؤ۔"

"شراب میسر ہو کر بیدار کرتی ہے سالی نیند نہیں ہے؟"

"اچھا تو میں خود ہی جا رہا ہوں۔"

"مجھے تنہا نہ چھوڑو باس۔"

"بھوت کی ڈیوٹی ختم ہو چکی ہے اب وہ کہیں آرام کر رہا ہو گا تم بھی جا کر آرام کرو۔"

⁂

دوسری صبح گہرے سمندر میں ہوئی تھی۔ جہاز معمولی رفتار سے کسی نامعلوم منزل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

کچھ عجیب سا ہوا تھا... جوزف نے سنا اور بوکھلایا ہوا عمران کے کیبن کی طرف دوڑتا۔ پچھلی رات کسی نہ کسی طرح عمران اسے اس کے کیبن تک پہنچا آیا تھا۔

عمران کیبن میں موجود نہیں تھا۔ اس لیے اسے ریڈیو روم کا رخ کرنا پڑا... عمران ریسیور کے ہیڈ فون کانوں پر چڑھائے نوٹ لے رہا تھا۔ جوزف کو دیکھ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کر کے کچھ لکھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ہیڈ فون اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے جوزف سے پوچھا۔ "رات کیسی نیند آئی..."

"مجھے خبر دو باس، کیا ٹرانسمیٹر کام کرنے لگے؟"

"نہیں۔ یہ ریسیور تو پہلے ہی آرڈر میں تھا۔"

"تم بہت مطمئن نظر آ رہے ہو باس؟" جوزف نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"وہ کسی عورت کا بھوت تھا میرے لیے سرخ گلاب اور تیرے لیے نام چھوڑ گیا ہے۔"

"سوال میں بھوت کی باتوں سے مجھے زیادہ ڈر نہیں لگتا۔" جوزف بدستور کھسیانی ہنسی ہنسے جا رہا تھا۔

"مونسیور برجر کے کیا احوال ہیں؟"

"کیپٹن باہر سے مقفل ہے اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کسی زخمی درندے کی طرح دھاڑنے لگتا ہے۔ باس وہ خوفناک آدمی ہے؟"

"تیری چھٹی حس اس کے بارے میں کیا اطلاع دیتی ہے؟"

"میرے خدا... میں تو بھول ہی گیا..." دفعتاً جوزف چونک کر بولا۔ "کیا تمہیں علم ہے کہ اب ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

عمران جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سلویا ریڈیو روم میں داخل ہوئی۔

"ہلو خوبصورت آدمی۔" اس نے جوزف کو مخاطب کیا لیکن عمران فوراً بول پڑا۔

"کیا میں واقعی خوبصورت ہوں؟"

اتنی دیر میں جوزف بڑبڑاتا ہوا باہر جا چکا تھا۔

"یہ مسخرہ خود کو کیا سمجھتا ہے؟" سلویا نے کسی قدر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"اس مسخرے کا خیال ہے کہ اگر اس کا بس چلتا تو اپنے باپ کے پیٹ سے پیدا ہونے کی کوشش کرتا۔" عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔

"تم کیا کر رہے ہو؟"

"مجھے کیا کرنا چاہیے؟ دن رات یہی سوچتا رہتا ہوں۔"

"کیا تمہیں علم ہے کہ جہاز واپس ہو رہا ہے؟"

"کیا مطلب؟" عمران نے چونک پڑنے کی ایکٹنگ کی۔

"عملے میں دو پارٹیاں ہو گئی ہیں۔ ایک کہتی ہے کہ جہاز کا رخ موڑنا چاہیے دوسری کا خیال ہے کہ بھوت کی مرضی کے مطابق کام کیا جائے؟"

"بھوت کی مرضی کے مطابق؟" عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"کیا تمہیں علم نہیں؟"

"پہیلیاں نہ بجھاؤ... کیا قصہ ہے؟"

"پچھلی رات بھوت نے جہاز کا لنگر اٹھا کر اس کا رخ موڑا تھا اور جس سمت اسے لگا دیا تھا اسی سمت چلا جا رہا ہے؟"

"تم مذاق کر رہی ہو!"

"یقین کرو۔ جس سے دل چاہے پوچھ لو۔"

سوال یہ ہے کہ ہم کس سمت جا رہے ہیں؟"

"جنوب کی طرف۔"

"ناممکن...!"

"جاؤ کنٹرول روم میں جا کر کمپاس پر دیکھو۔"

"خدا خدا کر کے یہ یتیم خانہ بالکل خطے میں تبدیل ہو جائیگا؟"

"تم بھی ابھی اجازت نہ دیتا۔" سلویا نے پر تکلف لہجے میں کہا۔

"یہ خطرناک کھیل ہے، ایسی صورت میں جبکہ ٹرانسمیٹر بھی ناکارہ ہو۔" عمران کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

اتنے میں قدموں کی چاپ سنائی دی اور دونوں چونک کر مڑے۔ چیف آفیسر ریڈیو روم میں داخل ہو رہا تھا۔

سلویا پر اس نے غضبناک نظریں ڈالی تھیں۔ اس کے بعد عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "میں ریڈیو روم میں کسی کی موجودگی پسند نہیں کرتا۔"

عمران نے جھپٹ کر سلویا کا ہاتھ پکڑا اور بولا۔ "آؤ چلو ہم باہر چلیں۔"

"تمہارے علاوہ۔" چیف آفیسر چیخ کر بولا۔

"اچھا تو صرف تم ہی باہر چلی جاؤ۔" عمران نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر مردہ سی آواز میں کہا اور جب وہ باہر چلی گئی تو چیف آفیسر کو آنکھ مار کر مسکرا دیا۔

"کیا بات ہے؟" چیف آفیسر نے آہستہ سے پوچھا۔

"مجھے بہکانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کہہ رہی تھی کہ اگر کیپٹن آزاد ہوتا تو جہاز کو بھوت کے رحم و کرم پر ہرگز نہ چھوڑتا۔"

"اوہ۔ اچھا۔"

"کیا یہ حقیقت ہے جناب کہ جہاز کو بھوت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے؟"

"یہ حقیقت ہے۔" چیف آفیسر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیا یہ عقلمندی ہے؟"

"مجبوری ہے دوست، عملے کی اکثریت یہی چاہتی ہے لیکن تم اتنے پریشان کیوں ہو؟"

"یہ سلویا... میرے لیے بھوت سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو رہی ہے۔ میں تبخیر معدہ کا مستقل مریض بن جاؤں گا۔"

"ذرا صبر سے کام لو۔"

"ایونخلس میں ہوتے تو شاید آج جہاز کا کام بن جاتا... شیخ آج واپس آ گیا ہوگا۔"

"ارے بھول جاؤ... شط العرب میں بھی یہ کام ہو سکتا ہے۔"

"شط العرب! کیا مطلب! کیا اب یہ جہاز...؟"

"ٹھیک ہے... یہ اس روٹ کے لیے چارٹرڈ نہیں ہے... لیکن کیا کیا جائے... مجبوری ہے۔"

"خدایا! کیا میں یہ سمجھ لوں کہ یہ میرا آخری سفر ہے؟"

"تم اتنے مایوس کیوں ہو؟"

"یہ سب میرے لیے نیا ہے۔"

"آج رات ہم برنر کو خود ہی تلاش کریں گے۔"

"میں بہت زیادہ نروس ہوں جناب عالی... فی الحال یہ کام میرے بس سے باہر ہے۔"

"جہنم میں جاؤ۔" چیف آفیسر چیخ کر بولا۔ "بلاؤ اس عورت کو ریڈیو روم میں! میں تمہارے فرائض میں دخل نہ دوں گا۔" وہ بڑے غصے کے عالم میں ریڈیو روم سے نکل گیا تھا۔

عمران کچھ دیر تک تنہا چھت کو گھورتا رہا، پھر خود بھی ریڈیو روم سے باہر آ گیا۔

❖

تین دن بعد جہاز خلیج فارس میں داخل ہوا اور عمران نے اسی صبح ریڈیو روم میں پہنچ کر محسوس کیا کہ وہاں کچھ جلے ہوئے فرش پر جگہ جگہ گل کے تازہ دھبے تھے۔

ان تین دنوں میں چیف آفیسر پر اس نے عجیب سی بدحواسی طاری دیکھی تھی۔ ایک آدھ بار عمران نے برنر کے خفیہ خزانے کا تذکرہ بھی کیا تھا لیکن چیف آفیسر بڑی صفائی سے ٹال گیا تھا۔

سلمیٰ اس سے بیزار رہی تھی۔ وہ برنر کا ذکر ضرور نکالتی اور چیف آفیسر کے اختفاء پر اظہار افسوس کرتی۔ لیکن اس نے برنر کے خفیہ خزانے سے متعلق کوئی بات نہیں کی تھی۔

اس وقت بھی جیسے ہی وہ ریڈیو روم میں داخل ہوا کسی طرف سے وہ بھی آ نکلی۔

"صبح بخیر بھولے شہزادے!" اس نے اسے مخاطب کیا۔

"صبح بخیر محترمہ۔ اب تو یہ معلوم ہو گیا کہ ہم خلیج فارس میں داخل ہو رہے ہیں۔"

"قسمت کی مرضی۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔

"اب... خلیج فارس میں کہاں لنگر کریں گے؟"

"مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"کیا میں جا کر بحری قید خانہ بھی نہیں دیکھ سکتا؟"

"کہہ سکتے ہو..." وہ اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "لیکن کیا اب تم بھی قیدی نہیں ہو؟"

"قطعی نہیں! اب کہو سمندر میں چھلانگ لگا دوں لیکن پہلے میرے لیے ایک کشتی کا انتظام کرو۔ برنر نے مجھے اس قدر پریشان کر رکھا ہے کہ میں بھوت بننے کو بھی تیار ہوں۔"

وہ کچھ نہ بولی... معلوم نہیں کیوں ایک فکرمند سی نظر آنے لگی تھی اور پھر جھٹکے سے پلٹ کر باہر چلی گئی۔

عمران نے حسب معمول ہیڈ فون کانوں پر چڑھا لیے اور کاغذ پنسل سنبھال کر بیٹھ گیا۔ پچھلے تین دنوں سے وہ ایک مخصوص وقت پر ریسیور ضرور استعمال کرتا تھا اور پنسل کاغذ پر چلتی رہتی تھی۔

اس وقت مشکل سے دس یا پندرہ منٹ گزرے ہوں گے کہ چیف آفیسر ریڈیو روم میں داخل ہوا۔

"کیا وہ ابھی آئی تھی؟" اس نے پوچھا۔

عمران نے ہیڈ فون اتار دیا اور اس کی طرف دیکھ کر اس طرح جنبش دی جیسے پوچھ رہا ہو "کیا فرمایا جناب؟"

"میں پوچھ رہا ہوں کیا وہ ابھی یہاں آئی تھی؟" چیف آفیسر کا لہجہ تلخ تھا۔

"آئی تھی۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"میں نہیں چاہتا کہ وہ ریڈیو روم میں داخل ہو۔" چیف آفیسر کہتا ہوا آگے بڑھا اور عمران نے وہ کاغذ الٹ کر رکھ دیا جس پر کچھ لکھتا رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ چیف آفیسر کی توجہ دراصل کاغذ ہی کی طرف تھی۔ کاغذ کے الٹتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بھی بدل گیا تھا۔ "آپ نے ایک بار اس کے سامنے بھی اپنے اس خیال کا اظہار کیا تھا۔ پھر کیا اثر ہوا اس پر؟"

"میں چاہتا ہوں کہ تم اسے سختی سے منع کر دو۔"

"میرے بس سے باہر ہے کہ میں کسی بات پر سختی سے منع کر دوں... مروت کی ماری ہیں میری چالیس عورتیں میرے پیچھے لگ گئی ہیں۔"

"شکل دیکھی ہے کبھی آئینے میں؟"

"شکلیں تو آئینہ دیکھا کرتا ہے آئینے میں مجھے کیا ضرورت ہے۔ میں آئینہ تھوڑی ہوں۔"

دفعتاً چیف آفیسر نے ہاتھ بڑھا کر وہ کاغذ اٹھا لیا۔ اسے بغور دیکھتا رہا پھر عمران کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔ "تم نے جو کچھ لکھا ہے اسے ڈی کوڈ بھی کر سکتے ہو؟"

"ڈی کوڈ کرنا... ریڈیو آفیسر کے فرائض میں داخل نہیں۔"

"پھر تم نے اسے کیوں نوٹ کیا ہے؟"

"بیکاری کا مشغلہ... اس جہاز پر مکھیاں بھی نہیں کہ انہیں سے جی بہلاؤں۔"

"یہ کوڈ کہاں سے نشر ہو رہے تھے؟"

"معلوم نہیں۔"

چیف آفیسر نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ عمران کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک لہرائی۔ دفعتاً چیف آفیسر بولا۔ "آج سے تمہاری چھٹی۔ فی الحال ریڈیو روم میں آنا تمہارے فرائض میں داخل نہیں...!"

"چھٹی کا مطلب میں نہیں سمجھا۔"

"آرام کرو...!"

"لیکن میں آرام کرنا نہیں چاہتا۔"

"اچھا تو پھر ایک بہت بڑی ذمہ داری تم پر عائد کی جا رہی ہے۔"

"بڑی سے بڑی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار ہوں لیکن آرام کرنے کا سلیقہ مجھے نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" چیف آفیسر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"تو پھر کیا یہاں سے چلا جاؤں؟" عمران نے جھکتے ہوئے پوچھا۔

"اب اس ذمہ داری کے متعلق گفتگو ہوگی جو تمہیں سونپی جانے والی ہے۔"

"ہو جائے۔"

"تمہیں برنر کے ساتھ بند کیا جائے گا۔"

"تو پھر میری ذمہ داری کیا ہوگی جناب عالی؟"

"تمہیں اس خزانے کا راز اگلوانا ہے اس سے۔"

"آج تک کوئی کیا پا سکا جو خود مجھ سے اگلوائے گا... آپ ایک لونے کے سر پر ذمہ داری ڈال رہے ہیں کہ وہ ایک وہیل کے پیٹ میں اتر جائے۔"

"تم اس پر یہ ظاہر کرو گے کہ تمہیں یہ سزا اس کی طرفداری کرنے کی بنا پر ملی ہے۔"

"اور میں بند رہوں گا اس کے ساتھ؟"

"ہاں...!"

"اس سے بہتر تو یہ ہوگا جناب عالی کہ آپ میرے ہاتھ میں بھی ایک کشتی تھما کر سمندر میں دھکا دے دیں۔"

"سنجیدگی اختیار کرو دوست... اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ اگر ہم اسے زبردستی نکالنے کی کوشش کریں گے تو دوسروں کے ہاتھ اس سے جا بیٹھیں گے۔ اس نامعقول عورت نے سارے عملے کو اس راز سے آگاہ کر دیا ہے اور مجھے تعجب نہیں کہ وہ خزانہ اس کے اپنے ذاتی کیبن ہی میں پوشیدہ ہو جہاں وہ نظر بند ہے۔"

عمران فوری طور پر کچھ نہ بولا۔ البتہ چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار طاری کر لیے تھے۔

"چلو۔ آؤ تو فی الحال!" چیف آفیسر اس کی پیٹھ تھپکتا ہوا بولا۔ وہ دونوں ریڈیو روم سے باہر آئے اور برنر کے کیبن کی طرف چل پڑے۔

"آپ مجھ پر زیادتی کر رہے ہیں جناب عالی!"

"بیچارے تم پر تھوڑا سا مذاق ہی کیا جا رہا ہے... تم پریشان کیوں ہو؟"

"کتنے دن بند رہنا پڑے گا؟"

"جب تک تم اس سے راز نہ معلوم کر لو۔"

"کم از کم مجھے سوچنے کی مہلت تو دیجیے۔"

"جہنم میں جاؤ۔" چیف آفیسر چیخ کر بولا اور اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

برنر کی بیوی کے کیبن سے جوزف برآمد ہو رہا تھا... عمران کو گلیارے میں دیکھ کر رک گیا۔ عمران اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے اپنے کیبن کی طرف چل پڑا۔

جوزف جلدی ہی وہاں پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے باس؟ کچھ الجھے ہوئے سے لگ رہے ہو؟"

"کوئی بات نہیں... تو بتا... کیا رہی؟"

"یقین کرو باس اس کے ہونٹ اسی طرح جڑے ہوئے ہیں جیسے پیدائش ہی کے وقت انہیں ایک دوسرے سے پیوست کر دیا گیا ہو۔"

"جب تم اس کے ہونٹ چیرنے کی کوشش کر رہے تھے تو اس پر کیا ردعمل ہوا تھا؟"

"کچھ بھی نہیں... میرا مطلب ہے کہ اس نے اس کے خلاف جد و جہد نہیں کی... لیکن باس۔"

"لیکن کیا؟"

"ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اپنے پورے وجود سے رو رہی ہو۔"

"شاعری نہیں۔"

"پھر میں اس درد کو کن الفاظ میں بیان کروں جو میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔"

"وہ کاغذ پنسل لے گیا تھا؟"

"اب پہلے کی طرح اندر نہیں جا سکتا۔ آج بھی اچانک ایک

آدمی میری تلاشی لے چکا تھا اس نے کاغذ پنسل اندر نہیں لے جانے دیا۔"

"ہوں۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سر کو جنبش دی۔

"کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ اپنے بارے میں کچھ لکھے گی؟" جوزف نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ گراس ہارڈ لکھنے کا سامان پہنچ جانے کے بعد کچھ لکھ سکتی ہے لیکن جوزف یہ کیا آج ہی انہیں جامہ تلاشی کا خیال آیا؟"

"ہو سکتا ہے ہماری کل رات کی گفتگو کسی نے سن لی ہو۔"

"اگر یہ بات ہے جوزف! تو بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"

"میں ہر وقت چوکنا رہتا ہوں باس تم فکر نہ کرو۔ جیتے جی میں مر نہ جاؤں تم پر کوئی آنچ نہ آئے گی۔"

"بس اب جاؤ۔"

"اوکے باس۔"

اس رات عمران سونے کے لیے تو لیٹا تھا لیکن حقیقتاً سو جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اس کا خیال تھا کہ آج رات اس پر بھاری ہے۔ بیڈ روم میں چیف آفیسر کا بستر بچھا ہوا تھا۔

کوڈ روم میں جو بیانات اس نے نوٹ کئے تھے چیف آفیسر انہیں اپنے ساتھ لیتا گیا تھا اور اس کے بعد کیا ہوا نہیں معلوم ہو سکا تھا اس نے اس سے یہ بھی پوچھا تھا کہ وہ ان بیانات کو ڈی کوڈ کر سکتا ہے یا نہیں۔ ٹھیک گیارہ بجے کیبن کی روشنی گل ہو گئی... اور گھنٹی کی وہی پراسرار آواز سنائی دینے لگی جو بھوت کی آمد کا پیش خیمہ سمجھی جاتی تھی۔ عمران اٹھ کر دروازے کے قریب جا کھڑا ہوا۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازہ بھی پیٹنا شروع کر دیا اور وہ سلویا کی چیخیں سنتا رہا۔ "کھولو، دروازہ کھولو... بچاؤ... بچاؤ۔" لیکن وہ دم بخود کھڑا رہا۔ گھنٹی کی آواز... دروازہ پیٹنے کی آواز اور... سلویا کی چیخوں نے کچھ عجیب سے شور کی صورت اختیار کر لی تھی۔

وہ سب کچھ سنتا رہا لیکن ٹس سے مس نہ ہوا۔ پھر ایسا محسوس ہوا جیسے باہر دروازے کے قریب ہی کوئی دھم سے گرا ہو اب نہ دروازہ پیٹا جا رہا تھا اور نہ سلویا کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ صرف گھنٹی کی آواز برابر گونجے جا رہی تھی۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا... اور ایک پیس منہ میں ڈال کر دھیرے دھیرے کچلنے لگا۔

آدھ گھنٹہ اسی طرح گزر گیا پھر اچانک کیبن کا بلب روشن ہو گیا اور گھنٹی کی آواز بھی ختم ہو گئی۔

اس کے بعد عمران نے باہر کئی دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں اور پھر ویسا ہی شور کسی طرح کا سنائی دینے لگا۔ کچھ لوگ اس کے کیبن کے دروازے پر رکے تھے اور ایک بار پھر کیبن کا دروازہ پیٹا گیا۔

"کیا اب میں دروازہ کھول سکتا ہوں؟" عمران نے ڈری ڈری سی آواز میں پوچھا۔

"دروازہ کھولو!" باہر سے چیف انجینئر کی دہاڑتی ہوئی سی آواز آئی۔

عمران نے دروازہ کھولا۔ سلویا سامنے ہی بے ہوش پڑی تھی۔ چیف انجینئر نے جھپٹ کر عمران کا گریبان پکڑ لیا اور حلق پھاڑ کر بولا۔ "یہ کیا کیا تم نے؟"

"میں میں نے... میں نے تو دروازہ ہی نہیں کھولا تھا۔"

"کیوں نہیں کھولا تھا؟"

"مجھے... بھوت...!" عمران ہکلایا۔ اتنے میں اس نے چیف آفیسر کی آواز سنی۔ "اس کا گریبان چھوڑ دو۔"

"اگر وہ مر جاتی تو کیا ہوتا؟" چیف انجینئر نے عمران کے گریبان کو جھٹکا دے کر کہا۔

ان دونوں کے درمیان تکرار شروع ہو گئی اور جب عمران نے دیکھا کہ وہ کسی طرح بھی گریبان چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہے تو بڑی پھرتی سے کسی قدر جھکا اور اسے کمر پر لاد کر دور پھینک دیا۔ دو تین آدمی اس پر لپٹ گئے۔

سناٹا چھا گیا... اب سلویا بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور اس طرح پلکیں جھپکا رہی تھی جیسے پوزیشن کو سمجھنا چاہتی ہو۔

دفعتاً چیف آفیسر آگے بڑھا اور عمران کو اندر دھکیل کر دروازہ بند کرتا ہوا بولا۔ "اندر سے کنڈی چڑھا دو۔"

عمران نے کنڈی چڑھا کر چیونگم کا ایک پیس منہ میں ڈالا اور باہر کی آوازیں سننے لگا۔ چیف انجینئر اور چیف آفیسر کے درمیان تیز تیز گفتگو ہو رہی تھی۔

پھر ایسا معلوم ہوا جیسے وہ سب وہاں سے جا رہے ہوں۔ دو تین منٹ بعد کسی نے دستک دی اور ساتھ ہی دروازہ کھولنے کو کہا گیا۔ آواز چیف آفیسر کی تھی۔ عمران نے دروازہ کھول دیا۔ وہ بڑی پھرتی سے اندر داخل ہوا تھا اور دروازے کو بولٹ کر دیا تھا۔

عمران متحیرانہ نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

"یہ تم نے کیا کیا...؟" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "اس کے پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے...؟"

"میں صرف بھوتوں سے ڈرتا ہوں... چیف انجینئر تو کیا کسی ہاتھی کو بھی اپنا گریبان پکڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

"اس کے حمایتی تمہیں مار ڈالنا چاہتے ہیں۔"

"ان سے کہہ دیجئے کہ آکر مجھے مار ڈالیں... آخر وہ نامعقول لڑکی میرے پاس آتی ہی کیوں ہے اس بار بھوت بھی چلا آیا تھا اس کے پیچھے پیچھے۔"

"تمہیں دروازہ کھول کر اسے کیبن کے اندر کر لینا چاہیے تھا جب گھنٹی کی آواز سنی جاتی ہے تو کوئی بھی کیبن میں پناہ لے سکتا ہے۔"

"میں نے کان پکڑے ہیں جناب گھنٹی کی آواز سن لینے کے بعد ہرگز دروازہ نہیں کھولوں گا چاہے کوئی بھی آئے۔ کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں... [illegible] بھوت ڈیلی وزٹ پر آنے لگا۔"

"مائی ڈیئر حوصلہ رکھو۔" وہ اس کا شانہ تھپک کر بولا۔ "یہ بھول کر بھی برابر کا خمیازہ تلاش کرتا ہے۔ خدا کے لیے چیف انجینئر سے معافی مانگ لو۔ اس کے حمایتی تشدد پر تل جائیں ورنہ..."

"ورنہ کیا ہوگا؟"

"ہو سکتا ہے ہم انتقامی کارروائی کے عالم میں تمہیں تلاش نہ کر سکیں گے۔"

"آپ فرماتے ہیں تو معافی مانگ لوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ میرے اچھے دوست۔"

⁂

دوسری صبح عمران نے عملے کے سامنے چیف انجینئر سے معافی مانگ لی اور نہایت ادب سے بولا۔ "میں بہت بیوقوف اور نیک آدمی ہوں... لیکن چونکہ میرا سلسلۂ نسب براہ راست چنگیز خاں سے ملتا ہے اس لیے کبھی کبھی غصے سے پاگل ہو جاتا ہوں... ویسے مجھے بے حد افسوس ہے اور میں ہوں کہ آپ کے پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ بہرحال معمولی سی موچ آ گئی ہے..."

"خاموش رہو!" سلویا چیخی۔ "معافی بھی مانگ رہے ہو اور تمہیں اس سے بیزاری بھی ہو رہی ہے کہ ٹانگ کی ہڈی کیوں نہیں ٹوٹی۔"

"میں مزید معافی چاہتا ہوں محترمہ... چیف آفیسر صاحب نے پچھلی رات بتایا تھا کہ ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور میں نے سوچا تھا چلو چنگیزی غصہ ضائع نہیں ہوا۔"

"تم بکواس کر رہے ہو۔ یہی غلط ہے کہ تم بھوت سے ڈرتے ہو۔ پچھلی رات کو میرے شور کرنے کے باوجود باہر نکل گئے تھے۔"

"پچھلی ہی طرح عرض کر چکا ہوں محترمہ کہ چنگیز خاں کی نسل سے ہونے کی بنا پر بے وقوف بھی ہوں۔"

"کیوں خواہ مخواہ الجھ رہی ہو۔" چیف انجینئر بولا۔ "اس نے معافی مانگ لی... معاملہ صاف ہو گیا۔"

"آپ نہیں سمجھ سکتیں محترمہ پچھلی رات جب آپ دروازہ پیٹ رہی تھیں کس طرح میرا دل آپ کے لیے رو رہا تھا لیکن چیف آفیسر صاحب جو اب کپتان ہیں مجھے سختی سے منع کر چکے تھے کہ بھوت کی موجودگی میں ہرگز اپنے کیبن کا دروازہ نہ کھولوں۔"

"خیر ختم کرو۔" چیف انجینئر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "معاملہ صاف ہو چکا ہے۔"

پھر اس نے سلویا سے بھی کہا کہ وہ عمران سے مصافحہ کرے۔

"میں تو نہیں کروں گی!" وہ جھنجھلا کر بولی اور کھٹ کھٹ کرتی وہاں سے چلی گئی۔

"میں واقعی بہت بیوقوف ہوں۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ایسی مہربان خاتون کو ناراض کر دیا۔"

"تم فکر نہ کرو۔ تھوڑی دیر بعد اس کا غصہ اتر جائے گا۔" چیف انجینئر اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔

پھر جب عمران اپنے کیبن کی طرف جا رہا تھا چیف آفیسر اسی جانب آتا نظر آیا... اس نے ہاتھ اٹھا کر رکنے کا اشارہ بھی کیا تھا۔ "بڑا غضب ہو گیا۔" وہ قریب پہنچ کر بولا۔

"ہاں وہ مجھ سے خفا ہو گئی ہے۔"

"اسے جہنم میں جھونکو... ابھی میں ریڈیو روم سے آ رہا ہوں۔" چیف آفیسر ہانپتا ہوا بولا۔

"کیا ہوا ریڈیو روم میں؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"بین الاقوامی پولیس کا ایک بیڑہ ہماری تلاش میں ہے۔"

"کیسے معلوم ہوا؟"

"میں نے تھوڑی دیر پہلے لانگ ڈسٹنس ٹرانسمیٹر استعمال کیا تھا ایک پیغام دینا تھا۔ اسی فریکوینسی پر بین الاقوامی پولیس کا پیغام تھا کہ ہم جس پوزیشن میں ہوں اسے مطلع کریں۔"

"آخر کیوں...؟"

"بھوت...!" چیف آفیسر دانت پیس کر بولا۔ "[illegible] سے بالکسٹن کے لیے جہاز کا [illegible] معمولی بات تو نہیں ساری دنیا میں کھلبلی پڑ گئی ہوگی۔"

"ارے باپ رے... ہاں یہ بات تو ہے۔" عمران نے کہا اور چہرے پر ہوائیاں اڑانی شروع کر دیں۔

"میں نے انہیں جہاز کی پوزیشن سے مطلع کر دیا۔ ہم نے خاص

طور پر تو کوئی جرم کیا نہیں ہے۔ کیا وہ خود نہیں سوچ سکیں گے کہ برقعے سے جہاز بچا لیجے؟"

"ہاں آں... یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔"

"تم جانتے ہی ہو کہ برجر ہماری قید میں ہے۔ انٹرپول والے عنقریب ہم تک آ پہنچیں گے... ہو سکتا ہے اس جہاز پر بھی آ جائیں۔ میں نہیں چاہتا کہ برجر [illegible] اس وقت [illegible] جب وہ لوگ جہاز پر موجود ہوں۔"

"واقعی بڑی خطرناک بات ہوگی اگر ایسا ہوا۔"

"لیکن تم اور جوزف اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتے ہو۔"

"وہ کس طرح؟"

"ہم تمہیں بالکل اسی طرح برجر کے کیبن میں دھکیل دیں گے جس طرح اسے دھکیلا تھا اور تم برجر کے ہمدرد تھے۔ دیکھو بات جوزف کی سمجھ میں آگئی ہے اور وہ اس پر تیار ہے۔"

"اگر وہ تیار ہے تو مجھے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ شوق سے ہم دونوں کو بند کر دیجئے۔ لیکن جب بین الاقوامی پولیس جہاز پر پہنچ جائے تو مجھے بھی کسی طرح اس کی اطلاع ہو جانی چاہیئے تاکہ برجر کو قابو میں رکھا جا سکے۔"

"میرے دوست تم میری توقع سے بھی زیادہ سمجھدار نکلے" چیف آفیسر نے اس کا شانہ تھپک کر پرمسرت لہجے میں کہا۔

اس کے بعد وہ دونوں برجر کے کیبن میں دھکیل دیئے گئے۔

برجر اپنے بستر پر چت پڑا ہوا تھا۔ انہیں دیکھ کر اٹھ بیٹھا۔ چند لمحے انہیں حیرت سے دیکھتا رہا پھر مغموم لہجے میں بولا۔ "مجھے بے حد افسوس ہے کہ تم دونوں میری وجہ سے تکلیف اٹھا رہے ہو۔"

"ہم تم پر اپنی جان بھی قربان کر سکتے ہیں موسیو برجر" عمران نے سینے پر ہاتھ مار کر جذباتی لہجے میں کہا۔

"آخر کیا ہوا؟"

"مجھے شبہ ہے باس! ہم دونوں نے تمہاری طرفداری کی تھی لہٰذا انہوں نے ہمیں بھی یہاں لا کر بند کر دیا" جوزف نے کہا اور کنکھیوں سے شراب کی الماری کی طرف دیکھنے لگا پھر بولا۔ "اب میں سوچ رہا ہوں کہ تمہاری [illegible] کی آگ میں [illegible] کہاں چھپا ہے گا۔"

"میں اس کے لیے بہت مغموم ہوں" برجر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ایک بہت نرم دل اور نرم گفتار آدمی ہو۔ پچھلی شخصیت کی پرچھائیں بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"اب ہم کہاں ہیں؟" اس نے تھوڑی دیر بعد مردہ سی آواز میں پوچھا۔ اس پر عمران نے اپنا گلا صاف کرکے روانگی کی کہانی سنائی اور اس کے چہرے پر اچانک زندگی کے آثار نظر آنے لگے۔ پھر وہ چہک کر بولا۔ "تم دیکھنا سب تباہ کر کے جائیں گے۔ اس جہاز پر ایک جنگ کسی سے کم نقصان نہیں ہوگی... وہ عظیم روح انہیں ضرور سزا دے گی۔ خلیج فارس میں داخلے کا مطلب موت ہے۔"

"تم... مطلب نہیں سمجھا..." عمران ہکلایا۔

"بس دیکھنا... مجھے کوئی نہ پہنچے گا اور نہ یہ جہاز [illegible]..."

چیف آفیسر نے عمران کو بتایا تھا کہ جب بین الاقوامی پولیس کے لوگ جہاز پر پہنچ جائیں گے تو برجر کے کیبن کا دروازہ تین بار کھٹکھٹایا جائے گا۔ اس وقت تک انہیں بہت زیادہ محتاط رہنا پڑے گا جب تک کہ دوسری بار دو مرتبہ دروازہ نہ کھٹکھٹایا جائے۔

"کیا تمہیں [illegible] ہی [illegible]؟" برجر نے جوزف سے پوچھا۔

"نہیں باس!" جوزف روہانسا ہو کر بولا۔ "وہ بے درد مجھے صرف ایک بوتل دیتے تھے۔"

"یہ سب تمہاری ہیں" برجر نے شراب کی الماری کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "میں تم دونوں کو مالا مال کر دوں گا اور کبھی تمہیں مجھ سے شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔"

ایک گھنٹے بعد عمران نے دروازے پر تین دستکیں سنیں اور برجر کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب... ؟" برجر بڑبڑایا۔

"بھاگ چلو..." عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔ "اب وہ شریف لوگ یہاں چڑھ آئے ہیں۔"

"میں سمجھتا ہوں... سب سمجھتا ہوں۔"

"آپ کیا سمجھے ہیں جناب عالی۔"

"مجھے تم پر اعتماد ہے... میں جانتا ہوں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔"

وہ عمران کو ساتھ لے کر پچھلے کیبن میں داخل ہوا۔ یہاں چاروں طرف الماریوں میں فائل اور بڑے بڑے بکس تھے۔ ایک گوشے میں میز تھی جس کے گرد تین کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے میز پر سے کاغذات ہٹا دیئے پھر پیچھے ہاتھ لے جا کر دبانے لگا۔ یکایک میز کی اوپری سطح ایک جانب کھسکتی چلی گئی۔

"مائی گاڈ" عمران اچھل پڑا۔ میز کی سطح کے نیچے سے ڈالر اور پونڈ کے نوٹوں کی گڈیاں لگی ہوئی تھیں۔

"دیکھا تم نے" برجر ہنس کر بولا۔ "یہ میری دولت کا صرف دسواں حصہ ہے۔"

"بڑی خوشی ہوئی جناب عالی" عمران نے کہا۔ "اس اعتماد کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔ یہاں ان لوگوں کو غضب ہے کہ آپ بہت بڑی دولت چھپائے بیٹھے ہیں اور انہیں [illegible] ہے۔"

برجر نے میز کو پہلی سی حالت میں کر لینے کے بعد عمران کو دوسرے کیبن میں چلنے کا اشارہ کیا۔

عمران نے اپنے چہرے پر ایسے تاثرات قائم کر لیے تھے جیسے حیرت اور خوف کے سمندر میں ڈبکیاں لگا رہا ہو۔ برجر نے پہلے والے کیبن میں پہنچ کر اس سے کہا۔ "اب تم دونوں مجھے یہیں ایک کرسی سے جکڑ دو گے اور انہیں بتاؤ گے کہ تم نے جہاز والوں کو [illegible] سے نجات دلا دی ہے۔ تم نے میری دولت پر قبضہ کر لیا ہے۔"

"یہ کبھی نہیں ہو گا باس... کبھی نہ ہو گا۔"

"تم احمق ہو... اس کے علاوہ میری رہائی اور کسی طرح نہیں ہو سکے گی۔ پھر میں ایک بار تم مجھے اس کیبن سے نکلنے دو۔ میں ایک ایک کو دیکھ لوں گا اور تم دونوں زندگی بھر میری آنکھوں کے تارے بنے رہو گے۔ تمہیں یہ کرنا ہے۔ لیکن ابھی نہیں، وقت آنے پر۔"

عمران مسکین سی صورت بنائے کھڑا رہا۔

رات کے تقریباً ڈیڑھ بجے کسی نے دونوں ہاتھوں سے کیبن کا دروازہ پیٹنا اور چیخنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد چیف آفیسر کی آواز سنائی دی اور عمران حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "دوبارہ دستک دینے کے بعد دروازہ کھول دینا چاہیے... یہ کیا زیادتی ہے۔"

"اب تمہیں دوسرا کام کرنا ہے۔" باہر سے چیف آفیسر کی آواز آئی۔ "[illegible] باہر نہیں نکل سکو گے۔"

"وہ تو میں کر چکا۔ دروازہ کھولو... اور دیکھ لو موسیو برجر کرسی سے جکڑے بیٹھے ہیں اور سیاہ فام جلاد ان کے سر پر مسلط ہے۔"

پھر دروازہ کھلنے میں دیر نہیں لگی تھی۔ برجر کو کرسی سے بندھے دیکھ کر چیف آفیسر نے تحیر زدہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور برجر چلانے لگا۔ "جاؤ... سب لے جاؤ... اور مجھے گولی مار دو... پھر میں دیکھوں گا کہ تم سب کہاں جا کر غرق ہوتے ہو۔"

عمران نے چیف آفیسر کو اپنے ساتھ دوسرے کیبن میں لے جا کر میز میں چھپا ہوا خزانہ دکھایا اور بولا۔ "میں نے اسے دھمکی دی تھی کہ اگر تم نے نہ بتایا تو تمہاری بیوی کے ہونٹ کھول دوں گا۔"

"تم واقعی بہت ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو لیکن برجر کی دھمکی بھی خطرناک تھی۔ ہم اس کے سامنے ہی بالکل بھول گئے تھے۔ ورنہ میں تو [illegible] اسے ختم ہی کر چکا ہوتا۔"

پھر تھوڑی دیر میں کچھ عجیب سا واقعہ عمران کے [illegible] تھا۔

چیف آفیسر برجر کے سامنے غلاموں کے سے انداز میں ہاتھ باندھے کھڑا کہہ رہا تھا۔ "تم ہم سبھوں کے باپ ہو اگر یہ نہ کرتا تو غلامانہ آفیسروں کو [illegible]... اے ہم سب کے باپ تم جانتے ہی ہو کہ ان میں سے کسی کا بھی دامن صاف نہیں ہے۔"

"اچھا اب مجھے کھول دو تو خوش رہو" برجر حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"میں نے تمہارے [illegible] کر کے مجبور کیا تھا... نہیں کب کیسے حالات سے دوچار ہونا پڑے۔ [illegible] حلق سے نہیں اترتے [illegible]۔"

اور پھر عمران نے دکھا کر برجر کو کھول بھی دیا گیا۔

"باس یہ کر کے بھی نہ ہوا" جوزف نے عمران کے کیبن میں پہنچ کر اس سے کہا۔ "اور وہ بین الاقوامی پولیس کیا جھک مار کر چلی گئی؟"

"چیف آفیسر صاحب فرما رہے تھے کہ انہوں نے بین الاقوامی پولیس کو مطمئن کر دیا ہے۔ وہ جھک مار کر چلی گئی۔ اس کا اضطراب نظر آتے ہی جہاز رک دیا گیا تھا۔ اب کھیل تو اب دیکھو گے۔ ان لوگوں نے ابھی بھوت دیکھا ہی کہاں ہے۔"

⁂

دوسری صبح جہاز خلیج فارس کی بندرگاہ [illegible] سے لگ رہا تھا۔ عمران جوزف کو اس کے کیبن سے اٹھا لایا اور بڑی پھرتی سے وہ دونوں ریڈیو روم میں داخل ہوئے۔ عمران نے دروازہ بند کرکے چٹخنی چڑھا دی اور جوزف سے بولا۔ "آج تیری پھرتی اور چالاکی کا امتحان ہے۔ دیکھ یہ لائف بوٹ ٹرانسمیٹر ہے۔ اس کے دونوں طرف لگے ہوئے ہینڈلوں میں سے ایک کو گھمانا ہے اور ایک کو سیدھا۔ یہ کام بیک وقت ہونا چاہیے۔"

جوزف نے اپنی صلاحیت کا مظاہرہ شروع کیا اور عمران نے مائیک پر ایک پیغام ٹرانسمٹ کرنے لگا۔ ریسیور کا ہیڈ فون اس کے کانوں پر چڑھا ہوا تھا۔ اس کام کو دس منٹ کے اندر ہی اندر ختم کر کے وہ جوزف سے بولا۔ "چلو اب آرام کرو۔"

جوزف ان لوگوں میں سے تھا جو صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ چپ چاپ اپنے کیبن میں چلا گیا اور عمران نے ریڈیو روم بند کرکے اپنے کیبن کی راہ لی۔

جہاز نے پچھلے ہی لنگر ڈالا۔ ایک فوجی دستہ جہاز پر چڑھ آیا۔ ہر فوجی کے ہاتھ میں آٹو میٹک اسلحہ تھا۔

عملے میں کھلبلی پڑ گئی۔ برجر ہاتھ ملنے لگا۔ "کیا بات ہے۔ کیا ہوا ہے؟" عمران اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔ مسکرا کر بولا۔ "بھوتوں سے دوستی کا یہی انجام ہوتا ہے۔"

"کیا مطلب... تم کیا بکواس کر رہے ہو؟"

# سُرفی کول

## کف سیرپ اور ٹیبلٹ

### کھانسی اور گلے کی
### خراش کا زود اثر علاج

سُرفی کول کف سیرپ قدرتی جڑی بوٹیوں کے اجزائے مؤثرہ کی وجہ سے ہر قسم کی کھانسی میں فوری اثر کرتا ہے۔

سُرفی کول ٹیبلٹ چوسنے والی خوشبودار ٹیبلٹ گلے کی خراش اور کھانسی میں آرام پہنچاتی ہے۔ بار بار اٹھنے والی کھانسی میں بھی مفید ہے۔

بہتر نتائج کے لیے سُرفی کول کف سیرپ کے ساتھ سُرفی کول ٹیبلٹ کا استعمال کریں۔

خاندان کے ہر فرد کے لیے مفید سُرفی کول کا باقاعدہ استعمال [illegible] اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔

تحقیق کی روایت
معیار کی ضمانت

ssed by LASERDOT Printed by Hamdard Press Tel. 214824

---

جواب میں عمران کا گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا اور وہ حیرت سے پلکیں جھپکاتا ہوا کسی تو پیچھے جیسے چلا گیا۔ اسی لمحے میں عمران نے دستے کے انچارج سے کہا۔ "بچز کی نگرانی کرو۔"

"بہت اچھا... آغا۔" آفیسر نے کہا اور سپاہیوں کو حکم دینے لگا۔

"تم کیا کر رہے ہو؟" بربسٹر چیخ کر عمران پر جھپٹ پڑا۔ فوجیوں نے دخل دینا چاہا لیکن جوزف بیچ میں آ گیا اور بولا۔ "آخری... ناچ [illegible] اگر میرا باس [illegible] خواب [illegible] تم لوگ دخل دو گے"

بربسٹر کسی غضبناک شیر کی طرح عمران پر ٹوٹ پڑا تھا لیکن عمران کنی کاٹ کر اس کے جبڑے پر دوسرا گھونسہ جڑ دیا اور بربسٹر [illegible] ہو گیا۔ جہاز کا سارا عملہ حلق پھاڑ پھاڑ کر اسے گالیاں دے رہا تھا لیکن فوجیوں کے آگے بے بس تھا۔

بربسٹر تیورا کر گرا اور دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے ہوئے چیخنے لگا۔

"اب کیا آپ کو کچھ بتاؤں چیف آفیسر صاحب؟" عمران چیف آفیسر کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم نے مل کر مجھے بے وقوف بنانا چاہا تھا پہلی بات جب آپ کا بھوت نمودار ہوا تھا تو وہ مسٹر بریسل تھی لیکن میں نے کسی ذات کا [illegible] لگا یا تھا کہ بھوت کون ہے؟ آپ نے مجھے دکھانے کے لیے بھوت کو وہاں ہی قید کر دیا تھا۔ یہ سارا ڈرامہ محض اس لیے کیا گیا کہ میں اور جوزف اس جہاز میں موجود رہتے تھے جہاں سے [illegible] اس ملک کی بندرگاہ سے [illegible] کر سکتا کیونکہ اس پر ریڈیو آفیسر نہیں تھا تمہیں ریڈیو آفیسر مل گیا جو [illegible] تھا۔ اس سفر کے بعد تم مجھے بیرون ملک میں ہی [illegible] اور انتظام کر لیتے۔ اپنے اسمگلنگ کا کوئی اڈہ حاصل کرتے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا۔" چیف آفیسر بھنا کر بولا۔ "سب [illegible]"

"اچھا تو بربسٹر صاحب اب آپ ہی بتائیے۔" عمران بربسٹر کی طرف مڑ کر بولا۔ وہ ہجوم کے گھیرے ہوا تھا اور اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئی تھیں۔ عمران چند لمحے گھورتا رہا پھر بولا۔ "یہ جہاز یونان کا نہیں ہے ترکی کا ہے۔ اور وہ بیچارہ یونانی ہی اس کا مالک ہے جس کے ہونٹ تم نے جڑوا دیے ہیں۔ ہونٹ اس لیے جڑوا دیے ہیں کہ وہ صرف کاغذات پر دستخط کر سکے زبان سے کچھ نہ کہہ سکے۔ تم کسی جرأت نہیں کر سکتے کہ کبھی ترکی کے ساحل سے بھی لگ سکو۔ میں بہت عرصے سے تمہاری تاک میں تھا۔ اس بار تمہارا ریڈیو آفیسر جب میرے [illegible] میں رنگ رلیاں منا رہا تھا میں نے اسے پکڑوا لیا۔ پھر تمہارے پیچھے لگا اور تمہاری اس عادت سے فائدہ اٹھایا کہ تم [illegible] کی صورت میں کمزور کی حمایت کرنے کے نشے میں [illegible] جاتے ہو اس رات [illegible]

کلب میں میں نے کسی لڑکے والوں سے بچز کا جھگڑا [illegible] مار ڈالنے پر آمادہ ہو جائیں اور تم میری حمایت کرتے [illegible] تم اس کے باز و نیلے کیے۔" بربسٹر نے [illegible]

بربسٹر چاہا لیکن فوجیوں نے اسے جکڑ لیا۔ اتنی دیر میں سارا عملہ ہتھکڑیاں پہن چکا تھا۔ عمران نے ہنس کر کہا۔ "تم مل کر مجھے الو بنانے کی کوشش کی تھی۔ چیف آفیسر نے [illegible] کیا اور تم اسی رات بھوت بن کر [illegible] کرنے نکلے [illegible] بھوت جہاز سے بھاگا لیکن موسم والے ریسیور پر میں [illegible] جہاز کے لیے برابر پیغامات وصول کر رہا تھا اور انہیں [illegible] بھی کر رہا تھا اس پر مجھے بڑی محنت کرنی پڑی تھی کیونکہ اپنا اختراع کردہ کوڈ تھا کہیں سے تمہیں ہدایت مل رہی تھی کہ جہاز کو کہاں کس پوزیشن پر لے جایا جائے اور بچز پر پیغام ملتے ہی مجھے اطلاع [illegible] میں جہاز کو [illegible] ایک [illegible] کی طرف سے [illegible] جو وہاں سے [illegible] تمہارے جہاز میں منتقل کر کے [illegible] بچز میں اسلحہ منتقل ہو رہا تھا اور دوسری طرف ہم [illegible] دکھا رہے [illegible] اسلحہ منتقل ہو چکا تو چیف آفیسر کے ساتھ اور تم [illegible] ہو گئے۔ تم بحری کپتان کے کپتان [illegible] نہیں تم میں اور جوزف اس سے لاعلم رہے کہ [illegible] دوران میں باہر کیا ہو گیا۔ بہر حال تمہیں اپنی بات [illegible] کی جنگ کو [illegible] باغیوں کے حوالے کرتے جو [illegible] دوست ملک کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں [illegible] میرے ملک کے مفاد کے خلاف ہوتا۔ اس لیے تمہارا [illegible] میں ہتھکڑیاں نظر آ رہی ہیں۔" عمران چند لمحے خاموش رہا پھر ہنس کر بولا۔ "تم نے اس جہاز کو بحری یتیم خانہ اس لیے بنا رکھا تھا کہ ساری دنیا میں اس کی مفلسی کی شہرت ہو جائے اور کوئی [illegible] سکے کہ یہ جہاز اسلحہ کی اسمگلنگ کرتا ہو گا۔ اس سلسلے میں [illegible] عرب شیوخ سے بھیک بھی مانگتا رہا ہے۔"

دفعتاً جوزف جیسا سنجیدہ آدمی بے ساختہ ہنس کر بولا۔ "تم ٹھیک ہی کہتا تھا باس کہ [illegible] بھوت [illegible] دیکھیں گے۔"

جہاز کے بچز سے اسلحہ برآمد کیا جا رہا تھا۔

* * *